تذکرۂ

پنج پیر

خواجگانِ چشت

حضرۃ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ

حضرۃ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ

حضرۃ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ

حضرۃ شیخ علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ

حضرۃ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ

مولانا الحاج (کپتان) واحد بخش سیال چشتی صابری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

یارب چہ چشمہ الیست محبّت کہ من ازو
یک قطرہ آب خُوردم و دَریا گریستم

Marfat.com

نعت

از: حضرۃ شمس الدین شمس تبریز
رحمہ اللہ

یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی

نازنینِ حضرتِ حق صدر و بدرِ کائنات
چشم و چراغ انبیاء نورِ چشمِ ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعتِ تو پیغمبرا
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سرورِ اعلیٰ توئی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

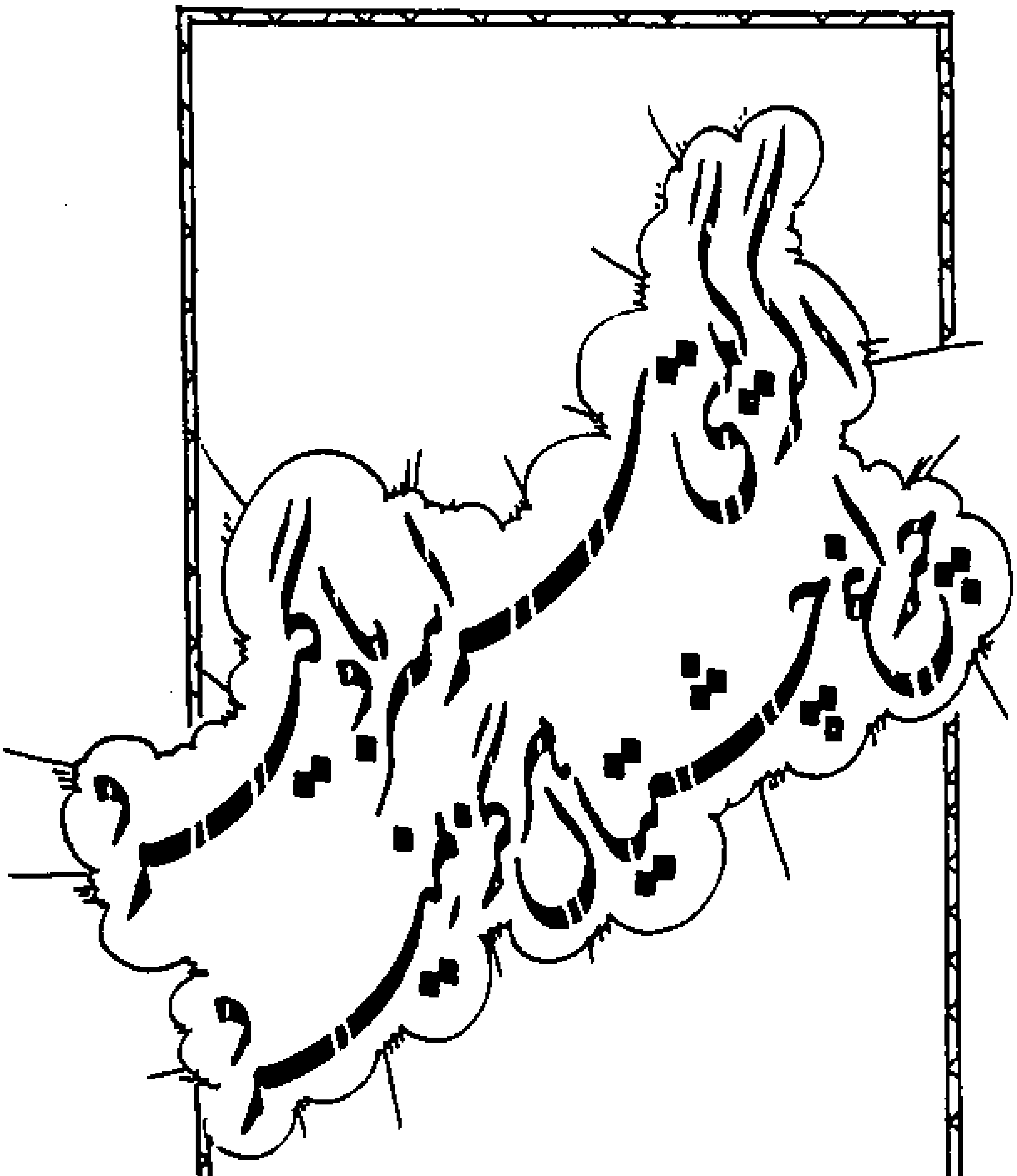

Marfat.com

تذکرہ

پنجِ پیر

خواجگانِ چشت

اقتباس از "مرآۃ الاسرار"

زمانۂ تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ

مؤلفہ

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ

۱۰۰۵ھ ——— ۱۰۹۴ھ

تحقیق و ترجمہ

مولانا الحاج (کپتان) واحد بخش سیال چشتی صابری

الفیصل ناشران و تاجران کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : تذکرہ پنج پیر اقتباس از " مرآۃ الاسرار "

ترجمہ : مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

اللہ آباد ضلع رحیم یار خان ۔ فون نمبر ۸۷

اشاعت : محرم الحرام ۱۴۱۴ھ ۔ ۱۹۹۳ء

کمپوزنگ : ایم ۔ یو کمپوزنگ سنٹر داتا دربار مارکیٹ لاہور

طباعت : زیڈ ۔ اے پرنٹرز دربار مارکیٹ لاہور

ناشر : محمد نعیم ہاشمی ۔ ایس ۔ ون ۶۲۱ ۔ اے

سعود آباد ملیر کالونی کراچی پوسٹ کوڈ ۷۵۰۸۰

Marfat.com

فہرست مضامین

عرض ناشر	۹
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ	۱۱
عالی مقام	۱۲
مجاہدات	۱۵
خواجہ بزرگ ؒ کا دو مرتبہ دہلی تشریف لے جانا	۲۸
ملفوظات گرامی	۳۰
وصال مبارک	۳۴
تاریخ اجمیر	۳۵
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی ؒ	۴۰
حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ؒ	۵۵
رسول اللہ ؐ نے صلوٰۃ معکوس پڑھی ہے	۶۵
حضرت گنج شکر ؒ کو خواجہ غریب نواز ؒ سے فیض	//
گنج شکر ؒ کا ایثار	۷۰
نماز میں معراج ہوا	۷۱
اولیاء امت میں حضرت گنج شکر ؒ کی خصوصی شان	۷۵
ملفوظات خواجہ گنج شکر ؒ	۷۶
اولاد	۷۸
حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر ؒ	۸۵
حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ	۹۵
نسب نامہ	۹۷
تاریخ دہلی	۱۱۴

Marfat.com

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

بار اول مارچ ۱۹۹۴ء

محمد فیصل نے
زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت -/65 روپے

Marfat.com

عرض ناشر

کتاب مرآۃ الاسرار کے مؤلف حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی صابری عباسی العلویؒ ہیں۔ آپ کا تعلق سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ سے ہے۔ آپ حضرت شیخ حمید قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے' جن کا سلسلۂ طریقت سات واسطوں سے حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰنؒ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الآخر ۱۰۰۵ھ رسول پور عرف دھتی (لکھنؤ) میں ہوئی اور وصال ۱۰۹۴ھ میں ہوا۔

کتاب مرآۃ الاسرار کی تالیف آپ نے حضرت خواجۂ خواجگان' خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ کے باطنی اشارہ پر ۱۰۴۵ھ میں شروع کی اور یہ عظیم کام مورخہ ۲۷ شوال ۱۰۶۵ھ میں تقریباً بیس سال کے عرصہ میں اختتام پذیر ہوا۔ اس کتاب کی تالیف میں آپ نے تقریباً ۷۴ کتابوں سے استفادہ فرمایا جو قبل ازیں اولیائے کرام تصنیف فرما چکے تھے۔

یہ کتاب اسلامی تاریخ کے پہلے ایک ہزار سال کی مکمل تاریخ تصوف

Marfat.com

ہے۔ جس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارک سے لے کر مصنف کے وقت تک تمام سلاسلِ طریقت' مشائخ عظام اور ان کے بیان کردہ حقائق کی پوری تصویر نہایت ہی عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں پیش کی گئی ہے۔

تصوف کی یہ مایۂ ناز تصنیف جب سے معرضِ وجود میں آئی ہے .بفضلہٖ تعالیٰ پہلی بار طبع ہوئی ہے اگرچہ اس کے اقتباسات اور حوالہ جات مختلف کتب میں نظر آتے تھے لیکن اصل کتاب ناپید تھی۔ اس کتاب کو حاصل کرنے کا سہرا سیدنا و مرشدنا حضرت شاہ شہید اللہ فریدی رحمتہ اللہ علیہ کے سر ہے' جن کی ذاتی دلچسپی اور خصوصی توجہ سے لندن میوزیم سے اس کی مائیکرو فلم حاصل کی گئی اور ترجمہ و تحقیق کا کام سات سال میں مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب منظرِ عام پر آگئی ہے۔

"دعا ہے کہ اس سلسلۂ عالیہ کا فیض قیامت تک جاری رہے"

آمین ثم آمین

چمنے کہ تاقیامت گلِ او بہار بادا
صنمے کہ برجمالش دِل و جاں نثار بادا

Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ

امامِ اربابِ طریقت، پیشوائے اصحابِ حقیقت، مستغرق در ذاتِ ذُوالجلال، ناطق بلسانِ احوال، طوفانِ ضلالت کی کشتی، قطبِ وحدت، حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی قدس سرہٗ بن سید غیاث الدین حسن سنجری اولیائے کبار اور عارفینِ صاحبِ اسرار میں سے تھے۔ آپ کے کمالات و کرامات بے شمار ہیں۔حقائق و معارف میں آپ کے کلمات بہت بلند ہیں۔ آپ حق تعالیٰ کے مختشمان و مقربانِ خاص میں سے تھے اور آپ کا شان بہت بلند اور حال نہایت قوی تھا۔ جو شخص آپ کا چہرہ مبارک دیکھتا تھا وحدانیتِ حق اور رسالتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آتا تھا۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں جو لوگ غیر اللہ کی پرستش میں مبتلا تھے آپ ان سب کو شرک کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آئے۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ بحکم حدیث **الشیخ فی القوم کالنبی فی الامت** (شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں)۔ آپ وارث بلکہ نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ چنانچہ آپ کو رسولِ ہند کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ "انیس الارواح" اور دیگر کتب میں لکھا ہے کہ آپ ساداتِ حسینی

Marfat.com

ہیں۔ یعنی خواجہ معین الدین بن سید غیاث الدین حسن بن سید احمد حسن بن سید طاہر حسن بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ' بن امام موسیٰ کاظمؓ بن حضرت امام جعفر صادقؓ بن امام محمد باقرؓ بن امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ بن امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

عالی مقام

آپ کے کمالات کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک تک ملک ہندوستان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوئے۔ چنانچہ احادیث صحیح سے ثابت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے پانچ سو سال تک آپ کے سوا حق تعالیٰ نے کسی ولی اللہ کو اس قدر تصرّف عطا نہیں کیا کہ جس نے پورے ہندوستان کو جو ابتدائے آفرینش سے شرک کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اپنی ولایت کی قوت سے نورِ وحدانیت سے منور کر دیا۔ جیسا کہ اظہر من الشمس ہے۔ اس بارے میں اس زمانے کے ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔ قطعہ ؎

همہ غافل از حکمِ دینِ شریعت
همہ بے خبر از خدا و پیمبرؐ
نہ ہرگز کسے دید منجار قبلہ
نہ ہرگز شنیدہ کس اللہ اکبر

(ترجمہ) "سب لوگ شریعت کے احکام سے غافل اور خدا اور رسولؐ سے بے خبر تھے۔ نہ کسی نے کعبہ دیکھا تھا نہ کبھی اللہ اکبر کی آواز سنی تھی۔"

Marfat.com

شعر:- از فیض او بجائے صلیب و کلیسا
در دار کفر مسجد و محراب و منبر است

آنجا کہ بود نعرهٔ فریاد مشرکاں
اکنوں خروش نغمہ اللہ اکبر است

خواجۂ بزرگؒ نے خرقۂ خلافت حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے حاصل کیا اور آپ کو اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کی صحبت حاصل ہوئی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ سنجر میں ہوئی۔ اور خراسان میں پرورش پائی۔ "سیرالعارفین" میں لکھا ہے کہ جب آپ کی عمر پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار خواجہ غیاث الدین قدس سرہٗ نے جو نہایت ہی متقی و پرہیزگار تھے وفات پائی۔ آپ کا ایک باغ تھا جس کی آمدنی سے بسر اوقات ہوتی تھی وہاں ایک مجذوب رہتے تھے جن کا نام ابراہیم تھا۔ ایک دن ان کا گزر حضرت خواجہ بزرگؒ کے باغ میں ہوا۔ آپ نے ان کو نہایت عزت و تکریم کے ساتھ درخت کے نیچے بٹھایا۔ انگوروں کا خوشہ پیش کیا اور ادب سے ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابراہیمؒ نے بغل سے کھلی نکالی اور چبا کر حضرت خواجہ بزرگؒ کے منہ میں ڈال دی۔ اسے کھاتے ہی آپ کے باطن میں نور معرفت چمکنے لگا۔ چنانچہ آپ گھربار اور ملک املاک سے متنفر ہو گئے۔ دو تین دن کے اندر آپ نے اپنا باغ اور سامان فروخت کر کے درویشوں میں تقسیم کر دیا اور طلب حق میں روانہ ہو گئے۔ مدت تک آپ سمرقند اور بخارا میں رہے۔ کلام پاک حفظ کیا اور ظاہری علم حاصل کیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ اس سے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا تو وہاں سے آپ مرشد کی تلاش میں عراق (عرب) تشریف لے گئے۔ جب آپ قصبہ ہارون جو نیشاپور کے نواح

Marfat.com

میں ہے پہنچے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ڈھائی سال تک اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کی اور ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے۔ جب آپ مرتبہ تکمیل تک پہنچے تو خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خرقۂ خلافت دے کر رخصت کر دیا۔ لیکن خواجہ بزرگؒ خود "انیس الارواح" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی زیارت کے لئے بغداد پہنچا اور بیس سال آپ کی خدمت میں رہ کر ظاہری اور باطنی سفر طے کئے۔ اس کے بعد خرقۂ خلافت سے مشرف ہوا چنانچہ اس کا ذکر حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے حالات میں ہو چکا ہے۔ وہاں سے آپ قصبہ سنجان میں تشریف لائے۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ بغداد میں ابتدائی سلوک طے کر رہے تھے۔ خواجہ بزرگ قدس سرہ نے ان کے حق میں دعا کی اور خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے بھی ابتدائے حال میں آپ سے فیض حاصل کیا ہے چنانچہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ نے خواجہ بزرگؒ کے ملفوظات میں اکثر جگہ لکھا ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور شیخ اوحد کرمانیؒ ڈھائی مہینے آپ کی خدمت میں رہے وہاں سے خواجہ بزرگؒ قصبہ "جیال" تشریف لے گئے جو بغداد سے سات دن کے راستہ پر کوہ "جودی" کے دامن میں واقع ہے۔ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے۔ آپ پانچ ماہ اور سات دن ان کی صحبت میں رہے اور دونوں حضرات کے درمیان راز و نیاز کی مجالس گرم رہیں۔ وہاں سے آپ بغداد تشریف لے گئے اور شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردیؒ کی صحبت میں رہے اور بہت محظوظ ہوئے۔ شیخ اوحد کرمانیؒ اس وقت ابتدائے سلوک میں تھے۔ خواجہ بزرگؒ نے ان کے حق میں بھی توجہ فرمائی اور خرقۂ خلافت

Marfat.com

عطا فرمایا۔ آپ بغداد سے چل کر "ہمدان" پہنچے وہاں شیخ یوسف ہمدانیؒ جو اس وقت کے بڑے بزرگ تھے کی صحبت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد آپ "تبریز" تشریف لے گئے اور شیخ ابو سعید تبریزیؒ جو بڑے عارف کامل' مجرّد اور متوکل تھے کی صحبت حاصل کی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو سعیدؒ کے شیخ جلال الدین تبریزیؒ کی طرح ستر مرید تھے۔

مجاہدات

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگؒ نے بڑے بڑے مجاہدات کئے۔ آپ سات دن کے بعد پانچ مثقال کے برابر روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے تھے۔ آپ کا لباس دو چادریں تھیں جن میں کئی پیوند لگ چکے تھے۔ پیوند لگانے کے لئے جس قسم کا کپڑا مل جاتا آپ چادر میں سی لیتے تھے۔ جب آپ "اصفہان" تشریف لے گئے تو شیخ محمود اصفہانیؒ جو وہاں کے بڑے مشائخ تھے کی خدمت میں گئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا اس وقت یہ ارادہ تھا کہ شیخ محمودؒ سے بیعت کر لیں۔ لیکن جب خواجہ بزرگ کے جمال احوال کا مشاہدہ کیا تو بے اختیار ہو کر آپ کی خدمت میں پیوست ہو گئے اور بیعت کر لی۔ خواجہ غریب نوازؒ کے لئے بھی ان سے بہتر کوئی مصاحب اور محرم راز نہ تھا جیسا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے لئے خواجہ غریب نوازؒ سے بہتر کوئی مرید نہ تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا معین الدین اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور مجھے اپنے مرید پر فخر ہے۔ اسی طرح خواجہ غریب نوازؒ بھی خواجہ قطب علیہ رحمتہ کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آتے تھے۔ آخر آپ نے وہ دو چادریں خواجہ قطبؒ کو عنایت کیں جو ان سے خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ تک پہنچیں۔ سلطان المشائخ

Marfat.com

"فوائد الفوائد" میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان دو چادروں کی زیارت کی ہے۔ غالباً سلطان المشائخ کو ملی ہوں گی۔ خواجہ بزرگؒ کو باون برس کی عمر میں خرقۂ خلافت اور اجازت نامہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے ملا تھا۔ آپ مشغولئ عظیم رکھتے تھے۔ جہاں کہیں جاتے اکثر قبرستان میں رہائش رکھتے اور روزانہ دو قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ جس جگہ آپ کی شہرت ہو جاتی آپ وہاں سے چلے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ تبریز سے منہ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ کے مزار کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ "خرقان" گئے تو حضرت شیخ ابو الحسن خرقانیؒ کے مزار اقدس سے فیض حاصل کیا۔ دو سال اس علاقے میں رہنے کے بعد آپ "استرآباد" تشریف لے گئے اور شیخ ناصرالدین استرآبادیؒ کا فیض صحبت حاصل کیا۔ شیخ ناصر الدینؒ عظیم القدر مشائخ تھے جن کی عمر اس وقت ایک سو سات سال تھی اور جو دو تین واسطوں سے سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت رکھتے تھے نیز انہوں نے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ اور شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت بھی پائی تھی۔

استرآباد سے خواجہ بزرگؒ ہرات تشریف لے گئے اور کافی عرصہ اس علاقہ میں رہ کر وہاں کے مشائخ کی زیارت کرتے رہے۔ آپ رات دن شیخ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر رہتے تھے اور اکثر عشاء کی نماز کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا کرتے تھے۔ جب "ہرات" میں آپ کی شہرت زیادہ ہو گئی اور خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو وہاں سے رخصت ہو کر آپ "سبزوار" تشریف لے گئے۔ وہاں کا حاکم "محمد یادگار" نامی ایک نہایت سخت مزاج، کج طبع اور فاسق و فاجر اور بدعقیدگی میں مشہور تھا۔ اس نے ایک باغ کے اندر مکان بنا رکھا تھا جس میں وہ اکثر شراب خوری اور فسق و فجور میں

Marfat.com

مشغول رہتا تھا۔ حضرت خواجہؒ جب سبزوار پہنچے تو پہلے ہی دن آپ نے باغ کے اندر جا کر حوض پر غسل فرمایا اور دوگانہ نفل ادا کر کے تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو گئے۔ اتفاقاً محمد یادگار بھی اسی وقت باغ میں آگیا خادم نے خواجہ بزرگؒ کو اطلاع دی کہ امیر شہر باغ میں آرہا ہے۔ اس کے فراش پہنچ گئے ہیں اور خود بھی پہنچنے والا ہے خادم نے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ باغ سے باہر تشریف لے چلیں کیونکہ وہ بہت بدتمیز آدمی ہے۔ لیکن آپ نے قطعاً پرواہ نہ کی اور خادم کو حکم دیا کہ فلاں سرو کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ جاؤ۔ فراشوں نے آکر حوض کے گرد قالین بچھانے شروع کر دیئے لیکن ان کے دل میں خواجہ بزرگؒ کی اس قدر ہیبت پیدا ہوئی کہ کوئی بات منہ سے نہ نکال سکے۔ اتنے میں محمد یادگار بھی آگیا اور حضرت خواجہؒ کو دیکھ کر ناراض ہوا۔ لیکن آپ نے اس کی بھی کوئی پروا نہ کی البتہ ایک نگاہ لطف اس پر ڈالی جس سے اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس کا رنگ فق ہو گیا اور لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے خدام پر بھی یہی حالت طاری تھی اور سب آپ کے قدموں پر گر رہے تھے آپ نے خادم سے فرمایا کہ حوض سے تھوڑا سا پانی لے کر اس کے منہ پر ڈال دے۔ پانی پڑتے ہی وہ ہوش میں آیا اور اٹھ کر خواجہ بزرگؒ کے قدموں پر گر گیا۔ آپ نے فرمایا اب تو برے عقائد سے باز آئے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ واللہ میں اپنی تمام خواہشات دنیوی و اخروی سے باز آیا۔ خدا معلوم آپ نے اسے کیا دکھایا جس سے وہ اپنی تمام عادات بد چھوڑ کر آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا اور شرف بیعت حاصل کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا سارا مال و اسباب اور زر و جواہر لا کر حضرت خواجہؒ کے سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور خصموں کو راضی کرو تاکہ حق تعالیٰ تمہاری توبہ میں استقامت بخشے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی اور تمام غلاموں

Marfat.com

اور خادماؤں کو آزاد کر دیا جو کچھ ان کے پاس تھا سب ان کو بخش دیا اس کی دو بیویاں تھیں دونوں کا حق المہر ادا کر کے ان کو طلاق دے دی اور اپنے آپ کو حضرت خواجہؒ کی محبت میں نثار کر دیا۔ آپ نے اس طرح اس کی تربیت فرمائی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ عارف باللہ اور صاحب ارشاد ہو گئے (یعنی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے)۔ وہاں سے آپ "حصار شادماں" پہنچے اور محمد یادگار کو وہاں مقیم فرما کر سارا علاقہ ان کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ خلقت ان سے فیض یاب ہوئی۔ صاحب "سیرالعارفین" نے لکھا ہے کہ میں نے حصار شادماں جا کر محمد یادگار رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کی ہے بڑی پرفضا جگہ ہے رحمتہ اللہ علیہ۔

وہاں سے خواجہ بزرگؒ بلخ تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے ملنے کے بعد آپ نے "فرجام" کے مقام پر شیخ احمد حضرویہ قدس سرہٗ کی خانقاہ میں ان سے روحانی محبت کی بنا پر چند ماہ قیام فرمایا۔ وہاں مولانا ضیاء الدین حامد حکیم بلخی رہتے تھے۔ جو تصوف میں ہرگز یقین نہ رکھتے تھے بلکہ اہل تصوف سے شدت سے پیش آتے تھے اور بالکل منکر تھے۔ ایک دن خواجہ بزرگؒ درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے اور خادم کباب تیار کر رہا تھا۔ اتفاقاً" مولانا ضیاء الدین کا وہاں سے گزر ہوا جب حضرت خواجہ نماز سے فارغ ہوئے تو مولانا ضیاء الدین نے آکر سلام کیا اور بیٹھ گئے خادم نے کباب لا کر سامنے رکھ دیئے آپ نے کچھ کباب ان کے سامنے رکھے۔ کھاتے ہی تمام اعتراضات ان کے دل سے صاف ہو گئے اور نور معرفت چمکنے لگا۔ بے اختیار ہو کر خواجہ بزرگؒ کے قدموں پر گر گئے اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ دوسرے دن انہوں نے اپنا سارا کتب خانہ پانی میں پھینک دیا اور اسباب دنیا سے الگ ہو کر مجاہدات و سلوک میں مشغول ہو گئے۔ ان کے تمام شاگرد بھی

Marfat.com

تائب ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ مولانا ضیاء الدین ؒ کو خلافت دے کر آپ نے وہ علاقہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے غزنی کا سفر اختیار کیا۔ اس وقت شمس العارفین شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ جو شیخ نظام الدین ابوالموید ؒ کے مرشد تھے اور جن کا ذکر خواجگان چشت کے ملفوظات میں اکثر آتا ہے غزنی میں رہتے تھے۔ خواجہ بزرگ ؒ کی ان سے بھی ملاقات ہوئی غزنی سے آپ لاہور پہنچے اور حضرت سید علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار مبارک سے فیض یاب ہوئے۔ اس وقت شیخ حسین زنجانی ؒ ظاہری حیات میں تھے۔ ان سے آپ کے گہرے تعلقات ہو گئے چند روز لاہور میں رہ کر آپ دہلی تشریف لے گئے۔ اس وقت دہلی رائے پتھورا چوہان کا پایہ تخت تھا۔ وہ لوگ مسلمانوں سے اس قدر متنفر تھے کہ مسلمان کا منہ دیکھنا گناہ سمجھتے تھے۔ لیکن خواجہ بزرگ ؒ اپنی ولایت کی قوت سے دہلی کے اندر داخل ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ اس وقت چالیس صوفی باصفا تھے۔ آپ چند ماہ دہلی میں رہے۔ "سیر العارفین" میں لکھا ہے کہ خواجہ بزرگ ؒ نے اس جگہ قیام فرمایا تھا جہاں اب شیخ رشید مکی ؒ کی قبر ہے۔ ہندوستان کفر کی کان میں رہتے ہوئے آپ کے خدام پانچ وقت اذان دیتے تھے اور نماز باجماعت ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر کفار جلتے تھے انہوں نے آپ کے خدام کو نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کی لیکن جونہی وہ یہ خیال فاسد لے کر باہر نکلتے ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور مجبور ہو کر رہ جاتے تھے۔ ایک دن ایک سخت دل کافر خنجر بغل میں چھپا کر خواجہ بزرگ ؒ پر ہاتھ صاف کرنے کی غرض سے آیا اور آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے فراست سے اس کا ارادہ معلوم کر لیا۔ اس سے فرمایا کہ خنجر کیوں نہیں چلاتے میری گردن حاضر ہے۔ یہ سنتے ہی اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا' خنجر نکال کر ایک طرف پھینک دیا اور

Marfat.com

حضرت خواجہ بزرگؒ کے قدموں پر گر گیا' اس کے بعد اس نے توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ کتاب "کلمات الصادقین" میں لکھا ہے کہ ایک دن خواجہ بزرگؒ کا گذر کفار کے ایک بت کدہ پر ہوا اس وقت سات کافر بت پرستی میں مشغول تھے۔ آپ کا جمال باکمال دیکھتے ہی بے بس ہو گئے اور قدموں میں آکر گر گئے' توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کو "حمیدالدین" کا لقب دیا اور شیخ حمیدالدین دہلوی ان سات حضرات میں سے ایک ہیں۔ جب دہلی میں خاص و عام آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تو وہاں سے آپ نے اجمیر کی راہ اختیار کی۔ اس وقت رائے پتھورا اکثر اجمیر میں رہا کرتا تھا۔ خواجہ بزرگؒ کے کرامات اور خوارق عادت دیکھ کر وہ ششدر رہ گیا۔ اپنی جاہ و حشمت کی خاطر وہ زبان سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ لیکن دل میں وہ ملک ہندوستان کی بادشاہی سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ جب اجے پال جوگی خواجہ بزرگؒ کے کمالات و کرامات کا مشاہدہ کر کے پشیمان ہوا اور اسلام لایا اور حضرت خواجہ بزرگؒ کا حلقہ بگوش غلام بن گیا تو رائے پتھورا مجبور ہو گیا اور آپ کے خادمان کو ضرر پہنچانے کے منصوبے بنانے لگا۔ لیکن جونہی اس کے دل میں یہ خیال فاسد آتا تھا وہ نابینا ہو جاتا تھا اور جب اس خیال سے توبہ کرتا تو بینا ہو جاتا۔ اس قسم کے کرامات دیکھنے کے باوجود شرک کی ظلمت اس کے دل سے نہیں نکلتی تھی۔ "سیرالاولیاء" میں لکھا ہے کہ خواجہ غریب نوازؒ کا ایک راجہ مرید تھا جسے رائے پتھورا بہت تنگ کرتا تھا۔ اس نے آپ سے مدد کی التجا کی۔ آپ نے راجہ پتھورا سے کہلا بھیجا کہ اس کو مت ستاؤ' لیکن رائے پتھورا کا سر غرور و تکبر سے بھرا ہوا تھا' باز نہ آیا اور خواجہ بزرگؒ کی شان میں بھی ناشائستہ کلمات منہ سے نکالے۔ جب یہ بات آپ تک پہنچائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ "پتھورا را

Marfat.com

زندہ گرفتہ بدست لشکر اسلام دادم" (یعنی پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے میں نے لشکر اسلام کے ہاتھ میں دے دیا) انہی ایام میں سلطان فخرالدین سام عرف شہاب الدین غوریؒ لشکر لے کر غزنی سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ پتھورا نے مقابلہ کیا لیکن اللہ کے حکم سے وہ زندہ گرفتار ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی دن سے ہندوستان میں اسلام مستحکم ہو گیا۔ خواجہ بزرگؒ کی برکت سے اس کے بعد کوئی ہندو حکمران نہ ہوا۔ "منتخب التاریخ" میں لکھا ہے کہ ۵۸۹ء میں دہلی سلاطین اسلام کا پایہ تخت ہو گیا۔ سلطان معزالدین نے چند روز دہلی میں رہ کر ہندوستان اپنے معتمد غلام قطب الدین ایبک کے سپرد کر دی اور خود غزنی چلا گیا۔ چند سال خراسان میں حکومت کرنے کے بعد تین شعبان ۶۰۲ء کو غزنی کے نواح میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان قطب الدین ایبک دہلی کے تخت پر مستحکم ہو گیا اور ہندوستان کے ہر گوشے میں لشکر بھیج کر سلطنت کی توسیع کی۔ میر سید حسین مشہدی کو جو سید حسین خنگ سوار کے نام سے مشہور تھے اجمیر کا حاکم مقرر کیا۔ سید حسین خواجہ بزرگؒ سے کمال عقیدت رکھتے تھے' "سیر العارفین" میں لکھا ہے کہ اجمیر کے گرد و نواح کے اکثر لوگ سید حسین کی کوشش سے اجمیر پہنچ کر خواجہ بزرگؒ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ غرضیکہ جب آپ کی کرامات اور کمالات کا چرچا ہوا تو مختلف قبائل کے لوگ اجمیر پہنچ کر خواجہ بزرگؒ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونے لگے۔ حضرت خواجہ کی نظر خاص آیہ پاک **یھدی من یشاء و یضل من یشاء** (اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے) پر تھی۔ صوفیائے کرام کے مشرب کے مطابق آپ کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دیتے تھے۔ جو شخص خلوص دل سے خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوتا تھا آپ اسے قبول کر لیتے تھے۔

Marfat.com

وحدت الوجود میں کمال استغراق کی وجہ سے آپ ہر فرقہ کے لوگوں سے تواضع سے پیش آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کافر و مسلمان' اپنے اور پرائے' تمام مذاہب کے پیروکار آپ کی خدمت میں استعانت کے لئے حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے۔ چنانچہ اس وقت تک یہ سنت جاری ہے اور ہندو اور دیگر اقوام کے لوگ عرس کے ایام میں یا دوسرے مواقع پر مزار اقدس پر حاضر ہو کر غایت صدق واخلاص سے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں اور آستانہ عالیہ کی خاک پر منہ رگڑنے سے فخر حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے فیض نظر سے ملک بھر میں ایسے صاحبِ ولایت پیدا ہوئے ہیں جو اپنے اپنے علاقہ میں شاہی کرتے ہیں۔ ملک کا کوئی صوبہ' کوئی شہر اور کوئی قصبہ ایسا نہیں جہاں خواجہ بزرگ" کے غلامان کا تصرف نہ ہو۔ دوسرے سلسلوں کے بزرگ جو ہندوستان میں شہرت رکھتے ہیں وہ بھی خواجہ بزرگ" کی ولایت معنوی کے فیض سے تصرف کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض باقاعدہ خرقہ حاصل کرتے ہیں اور بعض آپ کی روحانیت سے ویسے فیض یاب ہوتے ہیں اور تصرف کرتے ہیں۔ چنانچہ سالار مسعود غازی کے حالات میں اس قسم کے واقعات بیان ہو چکے ہیں اور شیخ بدیع الدین معروف بہ شاہ مدار قدس سرہٗ کے حالات میں بھی رسالہ مرات مداری میں مفصل اس بات کا ذکر آتا ہے۔ خواجہ بزرگ" کے بعد طبقا" بعد طبقہ آپ کے خلفاء ہر زمانے میں آپ کی مسند ارشاد پر متمکن ہو کر ہندوستان بھر میں معنوی طور پر تصرف کرتے ہیں اور ولایت صوری اور معنوی کا عزل و نصب ان کے تصرف میں دیا جاتا ہے اور وہ آپ کی روحانیت سے استعانت حاصل کرتے ہیں۔ اس قسم کی ولایت کا تصرف یعنی دوران حیات و ممات متصرف ہونا دوسرے اولیاء کو کم نصیب ہوتا ہے اور انشاءاللہ آپ کے خلفاء کرام قیامت تک اسی طرح ہر زمانے میں

Marfat.com

تصرف کرتے رہیں گے۔ چنانچہ خواجہ گنج شکر قدس سرہٗ "راحت القلوب" میں فرماتے ہیں کہ میرا ارداہ تھا کہ نعمت سجادہ اور ملک ہندوستان کسی دوسرے کے سپرد کروں۔ ہاتف نے آواز دی کہ شیخ نظام الدین بدایونیؒ راستے میں ہیں ذرا ٹھہر جائیں تاکہ وہ پہنچ جائیں کیونکہ یہ ان کی قسمت میں لکھا ہے۔ علیٰ ہٰذالقیاس۔

بیت ۔ اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

(دنیا ختم ہو جائے تو ہو جائے لیکن خدا کے مقبول بندوں کا چراغ ہمیشہ روشن رہے گا) خواجہ بزرگؒ کے اس قدر تصرفات و خوارق روحانی طریق کا کاتب حروف کے دل پر وارد ہوئے ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے گی۔ اس لئے آپ کی صرف ایک کرامت پر اکتفا کیا جاتا ہے جس وقت خواجہ بزرگؒ نے عالم باطن میں کمال ذرہ پروری سے اپنا ہاتھ بندہ کے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا کہ اگرچہ تم ہمارے سلسلہ میں مرید ہو لیکن اس وقت ہم تمہیں براہ راست مرید کرتے ہیں۔ تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب حضرت خواجہ عثمانی ہارونی قدس سرہٗ نے خواجہ بزرگؒ کو مرید بنایا اور آپ کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور کعبہ کی طرف سے آواز آئی کہ معین الدین کو میں نے قبول کیا تو اس وقت خواجہ بزرگؒ کی روحانیت نے مجھ پر تصرف کیا اور میں نے اپنے آپ کو حرم کعبہ میں پایا اور زیارت سے مشرف ہوا۔ بعدہٗ دیکھا کہ ایک بزرگ صاحب وقار چاہ زمزم کے قریب کھڑے ہیں اور بندہ کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہے ہیں کہ تجھے بھی قبول کیا۔ خواجہ بزرگؒ کے تصرف کا یہ حال دیکھ کر میں حیران ہوا اور سجدہ شکر بجا لایا۔ علیٰ ہٰذا لقیاس۔

Marfat.com

اس سے زیادہ کیا لکھوں کہ خواجہ کے کمالات و کرامات کی کوئی انتہا نہیں۔ آپ کی روحانیت اب بھی طلب صادق رکھنے والوں کی تربیت کرتی ہے اور مرتبہ تکمیل تک پہنچاتی ہے۔ چنانچہ یہ نکتہ "رسالہ مرآت الولایت" میں حضرت شیخ "عبدالجلیل اویسی" قدس سرہٗ کی منقبت میں بیان کیا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے حضرت خواجہ بزرگؒ کی روحانیت سے تربیت حاصل کی تھی۔ میں بیان کر رہا تھا کہ پہلے میر سید حسین مشہدی سلطان قطب الدین ایبک کی سلطنت کے آخری ایام میں قلعہ بھتلی کے محاصرہ میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے اور اسی جگہ دفن ہوئے۔ قطب الدین ایبک بھی بیس سال حکومت کر کے ۶۰۷ھ میں بروایت دیگر ۶۱۰ھ میں چوگان کھیلتے ہوئے گر کر فوت ہوئے۔ اس کے بعد سلطان شمس الدین التمش جو اس کے غلام اور متبنٰے تھے اراکین سلطنت کے مشورہ سے دہلی کے تخت پر بیٹھے۔ جس سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ سلطان التمش حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے نہایت پرخلوص مرید تھے۔

اولاد

جہاں تک خواجہ بزرگؒ کی اولاد کا تعلق ہے۔ بعض مورخین مثل صاحب تاریخ اکبرنامہ اور "تاریخ اقبال نامہ جہانگیری" نے لکھا ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن خواجگان چشت کے ملفوظات سے ظاہر ہے۔ آپ کے بال بچے بھی تھے چنانچہ سلطان التارکین شیخ حمید الدین ناگوریؒ جو خواجہ بزرگؒ کے مرید ہیں کے ملفوظات میں لکھا ہے ایک رات خواجہ بزرگؒ نے پیغمبر اسلام علیہ الصلواۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "اے معین الدین! تو معینِ دینِ ما ہستی و سنتے از سنتِ من ترک مے

Marfat.com

دی"۔ (اے معین الدین ! تم ہمارے دین کے معین یعنی مددگار ہو اور میری سنتوں میں سے ایک سنت کے تارک ہو)۔ قلعہ بستلی کا داروغہ ملک خطاب نامی آپ کا ایک مرید تھا وہ کسی لڑائی میں ایک راجہ کی لڑکی کو قید کر کے لایا تھا۔ دوسری صبح کو ملک خطاب نے وہ لڑکی حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کی اور آپ نے قبول فرمالی۔ ان کا نام بی بی امتہ اللہ رکھا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام بی بی حافظہ جمال رکھا گیا۔ چند ایام کے بعد سید حسین مشہدی کے چچا سید وجہ الدین کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرمایا کہ اپنی لڑکی کا خواجہ معین الدین سے عقد (نکاح) کر دو۔ جب یہ معاملہ حضرت خواجہ کے سامنے پیش کیا گیا تو امام جعفر صادقؓ کے باطنی فرمان کے مطابق خواجہ بزرگؒ نے سید وجہ الدین کی لڑکی جن کا نام بی بی عصمت تھا سے بھی نکاح کر لیا۔ ان کے بطن سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک شیخ فخرالدینؒ دوسرے شیخ حسام الدینؒ۔ شیخ حسام الدین صغیر سنی میں ابدالوں کی صحبت میں چلے گئے اور ان کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ شیخ فخرالدینؒ خواجہ بزرگؒ کے محبوب ترین فرزند تھے۔ آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔ شیخ فخرالدین موضع ماندن میں جو اجمیر کے قریب ہے زراعت کا کام کرتے تھے۔ وہاں کے حاکم نے ان کو بہت تنگ کیا تو خواجہ بزرگؒ سلطان شمس الدین التمش کے ہاں دہلی تشریف لے گئے اور حکم نامہ لے کر آئے اس کی تفصیل بعد میں لکھی جائے گی۔ خواجہ بزرگؒ کے وصال کے بعد شیخ فخرالدینؒ بیس سال زندہ رہے اور قصبہ سرواڑ میں جو اجمیر شریف سے سولہ کوس کے فاصلہ پر ہے وفات پائی۔ آپ کا مزار قصبہ سرواڑ کے حوض کے قریب ہے۔ شیخ فخرالدینؒ کے ایک فرزند تھے جن کا نام شیخ حسام الدین سوختہؒ تھا۔ آپ جمیع کمالات انسانی کے ساتھ آراستہ تھے۔ آپ

Marfat.com

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہٗ کی صحبت میں رہتے تھے۔ آپ کا مزار قصبہ سانبر میں ہے جو اجمیر جانے والی سڑک کے غرب میں ہے۔ غالباً" دہلی سے اجمیر شریف جانے والی سڑک مراد ہے۔سانبر آج کل ایک ریلوے سٹیشن کا نام ہے جہاں ایک بڑی جھیل بھی واقع ہے۔ یہ قصبہ اجمیر شریف سے شمال کی طرف کوئی ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے' بی بی حافظہ جمال" کا مزار خواجہ بزرگ" کے مزار کے پائنتی کی طرف متصل ہے۔ آپ بڑی صاحب کمال' عالی مقام اور عارف کامل تھیں۔ کیونکہ آپ کی تربیت خواجہ بزرگ" کی نظر خاص سے ہوئی تھی۔ آپ کی کرامت اور بزرگی اظہر من الشمس ہے۔ رحمہ اللہ علیہا۔

شیخ حسام الدین سوختہ" کے دو لڑکے تھے۔ ایک کا اسم گرامی خواجہ معین الدین خورد" تھا اور دوسرے کا نام خواجہ قیام الدین"۔ دونوں عارف کامل تھے خواجہ معین الدین خورد" کو خواجہ بزرگ" کی طرف خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی" کا مرید ہونے کا اشارہ ہوا تو آپ جا کر مرید ہوئے اور خرقہ خلافت ان سے لیا۔ فوائدالفوائد میں سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ خواجہ بزرگ" کے نبیرہ (نواسا) خواجہ احمد" بڑے صالح بزرگ تھے ان کے بھائی خواجہ وحید" نے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ کی خدمت میں جا کر مرید ہونے کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا مجھے تو آپ کے خاندان سے بھیک ملی ہے۔ میری کیا مجال کہ آپ کو مرید بناؤں۔ لیکن جب انہوں نے بہت عجز اور انکسار کیا تو آپ نے انہیں بیعت کر لیا۔ غرضیکہ جو لوگ کہتے ہیں کہ خواجہ بزرگ" کی کوئی اولاد نہیں تھی غلطی پر ہیں آپ کا صاحب اولاد ہونا تمام مشائخ چشت کے ملفوظات سے پایا جاتا ہے۔

کتاب "اخبار الاخیار" میں لکھا ہے کہ اس بارے میں اختلاف اس

Marfat.com

وجہ سے ہوا ہے کہ میر سید محمد گیسود از" خلیفہ حضرت نصیرالدین محمود" اور دیگر چند حضرات کہتے ہیں کہ شیخ فخرالدین" اور شیخ حسام الدین" بی بی عصمت" کے بطن مبارک سے ہیں۔ میر سید شمس الدین طاہر خلیفہ شیخ نور قطب عالم اور دیگر حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ دونوں صاحب زادگان بی بی امتہ اللہ کے بطن مبارک سے ہیں۔ بہرحال ان دونوں صورتوں میں وہ خواجہ بزرگ کے فرزند ہیں اور زیادہ صحیح قول اول نظر آتا ہے۔ چنانچہ خواجہ بزرگ" کی اولاد پاک نہاد آج تک موجود ہے خواجہ معین الدین خورد" بن شیخ حسام الدین سوختہ" کی اولاد مالوہ کے علاقہ میں جا کر قیام پذیر ہوئی۔ ان کے متعلق اب کوئی معلومات نہیں۔ لیکن خواجہ قیام الدین بن شیخ حسام الدین" کے فرزندان اجمیر شریف میں مقیم رہے اور خواجہ بزرگ" کے جانشین ہوتے رہے۔ چنانچہ خواجہ قیام الدین" کے فرزندوں میں سے خواجہ حسین" سلطان نورالدین جہانگیر کے عہد میں سجادہ نشین تھے۔ آپ کی عمر قریباً سو سال تھی اور ہمیشہ عبادت اور حق پرستی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے بعد ان کے برادرزادہ شیخ معین الدین" سجادہ نشین ہوئے۔ اس وقت شیخ علاء الدین سجادہ نشین ہیں۔ نہایت خلیق اور صالح بزرگ ہیں۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ قیامت تک خواجہ بزرگ" کے فرزندان کو ان کے سجادہ پر قائم رکھے۔ بحرمت النبی و آلہ۔

جب دوسری مرتبہ اجمیر شریف ۱۰۶۵ھ میں حاضر ہوا۔ شیخ علاء الدین" نے خواجہ بزرگ" کا شجرہ نسب دکھایا جو چند واسطوں سے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا تھا۔ رسالہ "مونس ارواح" مصنفہ مریم زماں حضرت جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ بھی نظر سے گذرا ہے۔ جس میں انہوں نے خواجہ بزرگ" کی سیادت کو ثابت کیا ہے لیکن خواجگان کی تصانیف میں اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا۔ بہرحال خواجہ بزرگ" حضرت رسالت پناہ

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری و باطنی فرزند ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **والذی من ۔ ک طریقی.....** (جس نے میرا راستہ اختیار کیا میری اولاد ہے)۔

خواجہ بزرگؒ کے مجاورین بھی سید فخرالدینؒ کی اولاد بیان کئے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سید فخرالدین سید ابوالحسن کی اولاد تھے قصبہ گرہ کے رہنے والے تھے لیکن خواجہ بزرگؒ کے غلبۂ محبت کی وجہ سے وطن چھوڑ کر اجمیر شریف میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ ان کی اولاد آج تک آستانہ عالیہ پر مجاور ہے۔ وہ اپنے کام کی خوب اہلیت رکھتے ہیں اور ہر شخص سے اخلاق اور تواضع سے پیش آتے ہیں۔

خواجہ بزرگؒ کا دو مرتبہ دہلی تشریف لے جانا

خواجگان چشت کے ملفوظات سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ خواجہ بزرگؒ سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت میں دو مرتبہ دہلی تشریف لے گئے۔ پہلی مرتبہ کمال مہربانی سے محض خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کو ملنے کی خاطر گئے اور وہاں سے واپس آکر متاہل ہوئے۔ دوسری مرتبہ اپنے فرزند ارجمند شیخ فخرالدینؒ کی خاطر موضع ماندن کے شاہی فرمان کی تصحیح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اور یہ معاملہ بہت نازک ہے۔ کیونکہ سلطان شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہٗ کے مرید تھے اور خواجہ بزرگؒ اپنا ایک خادم بھی بادشاہ کے پاس بھیج دیتے تو وہ اپنے لئے سعادت دارین تصور کرتے اور فوراً فرمان کی درستی کر دیتے۔ لیکن کاملین اولیاء زیادہ تر ترکِ مشیخت اختیار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو خلق کی نظروں میں حقیر دکھاتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام اس قدر بلند مرتبہ کے باوجود بازار میں جا کر خود خرید و فروخت فرماتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طائفہ کے پیش نظر ہمیشہ دیانت اور راست بازی ہوتی ہے اس لئے جس کسی کے ساتھ ان کو کوئی کام ہوتا ہے ان کی محض طمع دنیاوی کی وجہ سے عزت نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھنے والے ہیں اور دنیا کے رسم و رواج اور خلق کا نیک و بد کہنے کی عارفین پرواہ نہیں کرتے اور وجہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ کا بادشاہ کے پاس جانا اپنے مریدین کی بہتری کے لئے تھا کیونکہ اولیاء اللہ اپنی مشائخیت پر فخر نہیں کرتے ہیں اور جس کام میں مریدین کی بھلائی ہو اس سے محض عالی مرتبت کی بنا پر باز نہیں رہتے اور اصل وجہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ ہر کام کے لئے مامور من اللہ ہوتے ہیں اور اپنے اختیار یا مرضی کو درمیان میں ہرگز نہیں لاتے۔ چنانچہ سلطان المشائخ نے اس باب میں خوب فرمایا ہے۔ رباعی ۔

عشق آمد وشد چو خونم اندر رگ و پوست
تہی کرد مرا ازمن و پرکرد وز دوست

اجزائے وجودم ہمگی دوست گرفت
نامے است زمن و باقی ہمہ اوست

(ترجمہ) "عشق آیا اور میرے رگ و ریشہ میں خون کی طرح داخل ہو گیا۔ عشق نے مجھے اپنے آپ سے خالی کر دیا اور میرے اندر دوست بھر دیا۔ میرے وجود کے سب اجزاء دوست نے لے لئے اور میرا نام ہی رہ گیا باقی سب وہی ہے۔"

اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کفار کے ڈر سے تھی تو غلطی ہے حقیقت یہ ہے کہ رسول اور خدا تعالیٰ

Marfat.com

کے درمیان ایک راز تھا اور قوم کے حق میں رحمت تھی **فھم من فھم** (سمجھا جو سمجھا)۔

ملفوظات گرامی

خواجہ قطب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ نے "دلیل العارفین" میں خواجہ بزرگؒ کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ ان میں سے چند کلمات تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

○ خواجہ بزرگؒ فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے جو کچھ اس کے اندر جاتا ہے جل کر راکھ ہو جاتا ہے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جوئے آب کو دیکھو کس جوش و خروش سے پہاڑوں سے ہوتی ہوئی آتی ہے لیکن جب سمندر میں داخل ہوتی ہے خاموش ہو جاتی ہے۔ (یعنی جب سالک ہجر میں ہوتا ہے تو ذوق و شوق میں بے چین ہوتا ہے لیکن جب ذات حق کے سمندر بے پایاں میں فنا ہوتا ہے تو اس کا سارا جوش و خروش جاتا رہتا ہے)۔

○ نیز فرمایا: کہ حق تعالیٰ کے وہ دوست ہیں کہ اگر ایک لحہ بھی اس سے محجوب رہیں (پردہ ہو جائے) تو نیست و نابود ہو جائیں۔

○ فرمایا: جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوتی ہیں یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتے ہیں۔ اول: سخاوت یعنی دریا کی طرح سخی ہو۔ دوم: شفقت یعنی آفتاب کی طرح شفیق ہو۔ سوم: تواضع یعنی زمین کی طرح متواضع ہو۔

○ فرمایا: آدمی اس وقت فقر کا مستحق ہوتا ہے جب اس عالم فانی میں سے اس کے لئے کچھ باقی نہیں رہتا۔

Marfat.com

○ فرمایا: محبت کی علامت یہ ہے کہ تو دوست کا مطیع ہو جائے اور ہمیشہ اس بات سے ڈرتا رہے کہ راندۂ درگاہ نہ ہو جائے۔ فرمایا عارف جو ارادہ کرتا ہے فوراً ہو جاتا ہے اور جس سے بات کرتا ہے اس سے جواب سنتا ہے (یعنی جس چیز کو وہ مخاطب کرتا ہے وہ اس سے ہمکلام ہو جاتی ہے خواہ بے جان کیوں نہ ہو۔)

○ فرمایا: عارف کا کمترین درجہ یہ ہے کہ حق کی صفات سے متصف ہو۔

○ فرمایا: اہل محبت وہ لوگ ہیں جو (حق تعالیٰ سے) براہ راست کلام سنتے ہیں فاضل ترین وقت وہ ہے کہ دل کے وساوس بند ہو جائیں۔

○ فرمایا: علم بحر محیط ہے اور معرفت اس بحر سے ایک ندی ہے۔ پس بندہ کجا اور خدا کجا۔ بحر محیط سے مراد حق ہے اور معرفت سے مراد بندہ۔

○ فرمایا: حق تعالیٰ کے نزدیک بہترین عبادت مظلوموں کی فریاد رسی اور بھوکوں کو کھانا کھلانا ہے۔

○ فرمایا: جب میں پوست (چھلکے) سے باہر آیا تو عاشق، معشوق اور عشق کو ایک دیکھا یعنی عالم توحید میں سب ایک ہیں۔

○ فرمایا: کہ حاجی لوگ جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور بہشت کے طالب ہوتے ہیں۔ لیکن عارفین قلب کے ساتھ عرش و حجاب عظمت کا طواف کرتے ہیں۔ اور اللہ کے دیدار کے طالب ہوتے ہیں۔

○ فرمایا: ایک مدت تک میں خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہا۔ لیکن اب کعبہ میرا طواف کرتا ہے۔

○ فرمایا: درحقیقت متوکل وہ ہے جو دنیا سے محبت کرنا بند کر دے۔

Marfat.com

○ فرمایا: اس راہ میں قرار پکڑنے کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ عبودیت کو ملحوظ خاطر رکھے دوسرے حق تعالیٰ کی تعظیم کو لازم پکڑے۔

○ فرمایا: عارفین آفتاب کی مانند ہیں جو دنیا پر چمکتے ہیں۔ اور سارا جہان ان کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔

دلیل العارفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ قطب الاسلام خواجہ بزرگ" کی آخری عمر میں دہلی سے اجمیر تشریف لے گئے۔ چنانچہ دلیل العارفین میں خواجہ قطب الدین بختیار علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے کہ جمرات کے دن جامع مسجد اجمیر میں خواجہ بزرگ" کی دولت پابوسی نصیب ہوئی اور یہ آپ کی آخری مجلس تھی۔ تمام درویش اور عزیز و اقارب اور مریدین حاضر خدمت تھے۔ ملک الموت کے متعلق بات ہونے لگی خواجہ بزرگ" نے فرمایا بے موت کی زندگی کی قیمت رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا کس طرح۔ فرمایا اس لئے کہ **الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب** (موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے) اس کے بعد فرمایا کہ دوستی یہ ہے کہ اسے دل سے یاد کرے نہ صرف زبان سے اور سوائے دوست کے کسی چیز کا ذکر نہ کرے۔ کلام پاک میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا ذکر غلبہ کرتا ہے تو میرے سوا تو کسی کو یاد نہیں کرتا اور میں تیرا عاشق ہو جاتا ہوں۔ جب حضرت خواجہ" نے فوائد بیان فرمائے تو روئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے درویش مجھے اس جگہ اس لئے لایا گیا ہے کہ میرا مدفن یہاں ہوگا اور چند روز کے بعد ہم آخری سفر پر روانہ ہوں گے۔ پس آپ نے شیخ علی سنجری" کو حکم دیا کہ خلافت نامہ لکھو۔ میں نے اپنی خلافت اور اپنے خواجگان کا سجادہ قطب الدین بختیار" کے حوالے کیا۔ دہلی اس کا مقام ہوگا۔ جب خلافت نامہ مکمل ہوا تو اس دعاگو کے ہاتھ میں دیا۔ اس دعاگو

Marfat.com

نے سرزمین پر رکھ دیا۔ حکم ہوا کہ قریب ہو جاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے کلاہ اور دستار بندہ کے سر پر رکھی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کا عصا ہاتھ میں دیا۔ اس کے بعد کرتہ پہنایا۔ اور قرآن مجید، مصلیٰ اور نعلین بھی عطا فرمائے اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہے جو خواجگان کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ ہم نے یہ امانت تمہارے سپرد کی۔ جس طرح خواجگان نے اس کا حق ادا کیا تم بھی حق ادا کرنا تاکہ خواجگان کے سامنے مجھے شرمندگی نہ ہو۔ بندہ نے سر زمین پر رکھا۔پس میرا ہاتھ پکڑ کر آپ نے آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا جاؤ میں نے تجھے خدا کے سپرد کیا اور منزل گاہ عزت تک پہنچا دیا اور صحرائے حقیقت سے تجھے گزار دیا۔ اس وقت فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جو گوہر فقر ہیں۔ اول: درویشی اختیار کرے لیکن تونگر دکھائی دے۔ دوم: بھوکا رہے لیکن سیر دکھائی دے۔ سوم: غمناک ہو لیکن خوش دکھائی دے۔ چہارم: دشمن کے ساتھ دوست ہو کر دکھائے۔ (یعنی اگرچہ دشمن دشمنی کرے فقیر اس کے ساتھ بھلائی کرے) جب خواجہ بزرگ نے یہ فوائد ختم کئے میں نے چاہا کہ رخصت ہوؤں۔ آپ نے فوراً میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ آگے آؤ میں نے حکم کی تعمیل کی اور سر آپ کے قدموں پر رکھا۔ آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور فرمایا جاؤ جہاں رہو مرد بن کر رہو۔ میں تسلیمات بجالایا اور رخصت ہوا۔ مسافت طے کرنے کے بعد دہلی پہنچا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ چنانچہ تمام خلقت نے میری طرف رجوع کیا۔ چالیس دن نہیں گزرے تھے کہ خبر آئی کہ میرے رخصت ہونے کے بعد خواجہ بزرگ بیس دن حیات ظاہری میں رہ کر رحمت حق سے پیوست ہو گئے۔ اس رات یہ دعاگو نہایت غم و اندوہ کے عالم میں مصلیٰ پر بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کیلئے غنودگی طاری ہوئی تو جمالِ خواجہ سے مشرف ہوا۔

Marfat.com

دیکھا کہ آپ عرش معلّٰی کے نیچے کھڑے ہیں۔ میں نے سر قدموں پر رکھ کر حال دریافت کیا تو فرمایا حق تعالٰی نے مجھے بخش دیا اور ساکنانِ عرش **ملائکہ** کے ساتھ جگہ دی ہے تاکہ یہاں قیام کروں۔

وصال مبارک

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ جس رات خواجہ بزرگؒ نے رحلت فرمائی۔ چند اولیاء اللہ نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اللہ کے دوست معین الدین سنجری آرہے ہیں۔ ہم ان کے استقبال کو آئے ہیں۔ انتقال کے وقت آپ کی پیشانی پر ہرے رنگ کے نور سے یہ لکھا تھا **حبیب اللہ مات فی حب اللہ** (یہ اللہ کا دوست ہے جس نے اللہ کی محبت میں جان دے دی)۔ آپ کے کمالات اس قدر ہیں کہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔ آپ تمام مقامات غوثی قطبی اور قطب الاقطاب سے گزر کر اور مقام فرد حقیقی یعنی مرتبہ محبوبیت سے مشرف ہو کر کمال استغراق' فنائے احدیت میں دوست سے یک رنگ ہو چکے تھے۔ آپ کا وصال دو شنبہ کے دن ماہ رجب ۶۳۲ھ اور دوسری روایت کے مطابق یک شنبہ ماہ ذوالحجہ ۶۳۳ھ کو ہوا آفتاب ملک ہند سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے۔ لیکن سلطان المشائخ (حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ) اور دیگر مشائخ چشت نے یہ تصیح کی ہی کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کا وصال ۱۴ ماہ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو ہوا۔ اور دلیل العارفین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور خواجہ قطب الدینؒ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ خواجہ بزرگؒ کا وصال اس وقت ہوا جب خواجہ قطبؒ بقید حیات تھے۔ پس اس سے اختلاف رفع ہو جاتا ہے اور کتاب "کلمات الصادقین" سے بھی اس کی

Marfat.com

تصدیق ہوتی ہے کہ خواجہ بزرگؒ کا وصال چھ رجب ۶۲۷ھ (سبع و عشرین و ستہ) کو سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو روشن کریں۔ وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ستانوے سال تھی۔ اس میں سے چالیس سال آپ نے اجمیر شریف میں بسر فرمائے۔ آپ کا وصال آپ کے حجرہ خاص میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ چنانچہ آپ کا مزار مبارک تمام ہندوستان کا قبلہ ہے۔

تاریخ اجمیر

کتاب اخبار الاخیار میں اجمیر کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی گئی ہے کہ "اجا" ایک راجہ کا نام تھا جس کی سلطنت کی حدود ہندوستان کی مغربی سرحد تک جا پہنچتی تھی اور "میر" ہندوستانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں اور ہندوستان کے ناموں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ پہلی دیوار جو ہندوستان میں پہاڑ پر بنائی گئی یہی دیوار تھی جو "اجمیر" کے پہاڑ پر تعمیر ہوئی۔ اور پہلا حوض جو ملک ہندوستان میں بنایا گیا وہ **پشکر** کا حوض ہے جو اجمیر شریف سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے جسے ہندو لوگ پوجتے ہیں اور چھ دن وہاں قیام کر کے اس میں نہاتے ہیں اور ان میں سے جو لوگ قیامت کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہو گی۔ اور راجہ "اجا" تمام راجوں سے پہلے تھا۔ رائے پتھورا بھی اس کی اولاد میں سے تھا۔ اور سلطان فخرالدین بن سام عرف شہاب الدین غوری نے حضرت خواجہ بزرگؒ کی باطنی مدد سے رائے پتھورا سے ۵۸۹ھ سلطنت ہند پر قبضہ کیا۔ اسی دن سے ہندوستان کے تمام مسلم سلاطین یکے بعد دیگرے کمال نیازمندی سے حضرت خواجہ بزرگؒ کے آستانہ کی خدمت انجام دیتے رہے۔ چنانچہ ان سب کے حالات اولیاء کرام

Marfat.com

کے تذکروں میں اپنے اپنے مقام پر درج ہیں۔ جیسا کہ اس کتاب میں فہرست میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ رفتہ رفتہ جب دہلی کی سلطنت فیروز شاہ کے پوتے سلطان محمود کے ہاتھ آئی تو امیر تیمور صاحب قران ۸۰۱ھ میں حملہ آور ہو کر دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن علاقہ دہلی اور دو دریاؤں کے درمیانی علاقے کے سوا اس کی حکومت کہیں نہ تھی۔ اس لئے تمام ہندوستان میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہو گیا اور ہر علاقہ کا علیحدہ بادشاہ ہو گیا۔ اس وقت قلعہ اجمیر اور نواحی علاقہ پر "رانا امیدار" قابض ہو گیا۔ لیکن اس نے بھی آستانہ عالیہ کی خدمت گذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک شخص نے کبھی آستانہ عالیہ میں بے ادبی کی تو اسے قتل کر دیا گیا۔ چنانچہ یہ قصے مشہور ہیں۔ پس اٹھاون سال تک اجمیر کا قلعہ ہندوؤں کے قبضہ میں رہا۔ تاریخ نظامی میں لکھا ہے کہ ۸۵۹ھ میں سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے لوگوں نے عرضداشت کی کہ اسلام کا آفتاب ملک ہند میں اجمیر سے طلوع ہوا لیکن افسوس ہے کہ اب وہ متبرک مقام کافروں کے قبضہ میں ہے۔ یہ سن کر سلطان محمود نے اجمیر پر لشکر کشی کی اور خواجہ بزرگؒ کی روحانیت سے امداد طلب کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چار دن کے اندر قلعہ اجمیر فتح ہو گیا اور قلعہ کا سردار کئی ہزار آدمیوں کے ساتھ قتل ہوا۔ سلطان محمود نے مزار مقدس کا طواف کیا اور بت خانہ کی جگہ ایک عالیشان مسجد تعمیر کی اور سجادہ نشین اور ان کے لواحقین اور مجاورین کے لئے وظائف مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد خواجہ نعمت اللہ کو حاکم اجمیر مقرر کر کے واپس چلا گیا۔ اس روز سے قلعہ اجمیر شاہان مولوہ کے زیر حکومت ہو گیا۔ جب سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سلطان غیاث الدین خلجی تخت نشین ہوا تو اسے خواجہ حسین ناگوریؒ کے ساتھ کمال اعتقاد ہو گیا اور زر کثیر ان کی خدمت میں بطور

Marfat.com

نذرانہ پیش کی۔ خواجہ حسینؒ نے اس رقم سے خواجہ بزرگؒ کے مزار پر عمارت تعمیر کی اور اپنے جدّ امجد صوفی حمید الدین ناگوریؒ کے مزار پر بھی ایک شاندار روضہ تیار کرایا۔ صاحب "اخبار الاخیار" فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے خواجہ بزرگؒ کے مزار مبارک پر عمارت نہ تھی یہ سفید پتھر کا گنبد جو اس وقت موجود ہے خواجہ حسین ناگوریؒ کا بنوایا ہوا ہے۔ پہلی قبر اینٹوں سے بنی ہوئی تھی۔ اس کے بعد سنگ مرمر کا ایک صندوق بنا کر اس پر رکھا گیا اور پہلی قبر کو بھی بحال رکھا گیا اور قبر شریف اس لئے بلند ہے کہ روضہ متبرکہ کا بڑا دروازہ اور خانقاہ بعد میں مالوہ کے کسی حکمران نے تعمیر کیا۔ تاریخ گجرات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کچھ عرصہ کے لئے مالوہ اور اجمیر کی حکومت سلطان بہادر گجراتی کے قبضہ میں آئی تو اس نے کمال نیاز مندی سے آستانہ مبارکہ کی بعض عمارات تعمیر کرائیں۔ اس کے بعد چند روز کے لئے جب اجمیر کا قلعہ ماڑواڑ کے ایک زمیندار مالدیو کے ہاتھ آیا تو اس نے بھی بندگی اور اعتقاد کی بنا پر کچھ عمارات تعمیر کرائیں۔ الغرض ایک سو تریسٹھ سال کی مدت تک جبکہ تمام ہندوستان طوائف الملوکی کی حالت میں تھا۔ ہر ولایت کے سلاطین سعادت دارین سمجھ کر آستانہ متبرکہ کی خدمت بجا لاتے رہے اور ہمیشہ موزوں رقومات پیش کرتے رہے۔

جیسا کہ سلاطین دہلی یعنی سلطان محمد تغلق سے لے کر ہمایوں تک کے مجمل حالات اکیسویں طبقہ یعنی میر سید محمد مکی قدس سرہٗ کے ذکر میں درج کئے گئے ہیں۔ پس جب تائید ایزدی سے جمعہ کی نماز کے بعد بتاریخ دوم ماہ ربیع الاول ۹۶۳ھ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اپنے والد ہمایوں کے بعد چودہ سال کی عمر میں آفتاب عالم تاب کی طرح تخت نشین ہوا تو تمام ملوک طوائف سیارگان کی طرح ناپید ہو گئے۔ حتیٰ کہ آج ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور

Marfat.com

حق تعالیٰ نے روحانیت خواجہ بزرگؒ کے طفیل تمام ہندوستان بلا شرکت اکبر بادشاہ اور اس کی اولاد کی سلطنت میں دے دیا۔ اکبر بادشاہ آستانہ عالیہ سے عجب اعتقاد اور اخلاص صادق رکھتا تھا اور کئی بار زیارت کے لئے پیادہ اجمیر شریف حاضر ہوا۔ ایک عالی شان مسجد بھی تعمیر کرائی۔ شہر کو آباد کیا اور باشندگان کی حفاظت اور آرام کے لئے شہر کے گرد فصیل اور شاہی محل تیار کرائے۔اور خواجہ بزرگؒ کی اولاد اور مجاورین کے لئے مناسب جاگیر اور وظائف مقرر کئے۔ لنگرخانہ کے خرچ کے لئے چند مواضعات نامزد کئے۔ آستانہ متبرکہ اور زائرین و فقراء کی خدمت کے لئے ایک متولی مقرر کیا اور یہ دستور اب تک جاری ہے۔ اکبر بادشاہ نے اپنی سلطنت کی پچاس برس کی مدت میں خواجہ بزرگؒ کے اعتقاد اور اخلاص میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ خدا اس پر رحمت کرے۔

جب اس کی وفات کے بعد اس کا لڑکا نور الدین جہانگیر پنجشنبہ کے دن بتاریخ بیس ماہ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ اڑتیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ خواجہ بزرگؒ کے اعتقاد و اخلاص میں اپنے والد سے بھی زیادہ قدم رکھا اور ہر قسم کے اخراجات و انعامات میں اضافہ کیا اور نہایت عجز و انکسار سے آستانہ عالیہ کی زیارت کے لئے جایا کرتا تھا اور بعض اوقات کئی کئی برس اجمیر شریف میں مقیم رہتا تھا اور اپنے عہد کے تیئس سال میں یہی دستور جاری رکھا۔ اس کی وفات کے بعد جب روز دوشنبہ بتاریخ آٹھ ماہ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ خلیفۂ وقت سلطان عادل شہاب الدین محمد شاہجہان صاحبِ قران ثانی سینتیسؔ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے اور تمام عالم اس کے فیض و احسان سے مستفیض ہوا تو پہلے سال کے اندر اس نے کمال اخلاص و نیاز مندی سے آستانہ متبرکہ کی زیارت کی اور خواجہ بزرگؒ کی

Marfat.com

اولاد، مجاورین اور حاجت مندوں کے لئے بے انداز بخشش کی اور درگاہ عالیہ کے تمام اخراجات میں اضافہ کر دیا۔ سنگ مرمر سے ایک عالیشان مسجد روضہ اقدس کے متصل تیار کرائی جو چودہ سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ یہ فقیر کاتب الحروف ماہ رمضان ۱۰۵۳ھ اجمیر شریف میں حاضر ہوا جبینِ نیاز خاک درگاہ مقدس پر رکھی اور گوناگوں فیوض سے مستفیض ہوا۔ اس مسجد شریف کا وصف دائرہ تحریر سے باہر ہے۔ مسجد کا طول ستانوے شرعی گز اور عرض اسی گز ہے۔ مسجد کا چبوترہ بھی سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ اس کا عرض ستائیس گز شرعی ہے۔ قوی گمان یہ ہے کہ اس قسم کی نفیس اور صاف و شفاف عمارت دنیا بھر میں نہ ہو گی اور بادشاہ جیسی اخلاص و نیازمندی کی مثال بھی دنیا میں نہیں ملتی۔ دعا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نبی علیہ الصلواۃ والسلام اور اس کی اولاد کی برکت سے اس خاندان کو ہمیشہ برقرار رکھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ

سلطانِ اربابِ مشاہدہ ' پیشوائے اصحابِ مجاہدہ ' مستغرق در ذاتِ حضرتِ علیم ' شہیدِ تیغ رضا و تسلیم ' گزشتہ از ہستی باختیار ' محبوب حق ' خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ ابن کمال الدین احمد بن موسیٰ اوشی قصبہ اوش کے رہنے والے ہیں جو "ماورالنہر" میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اوش دیارِ فرغانہ میں ہے۔ آپ کے القاب کاکی اور بختیار ہیں۔ آپ حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کے اعظم خلیفہ ہیں۔ آپ قطب عالم اور پیشوائے بنی آدم تھے۔ اور مقام ترک و تجرید میں راسخ القدم تھے۔

ریاضات و مجاہدات میں آپ بینظیر اور حقائق و معارف بیان کرنے میں بے ہمتا تھے۔ استغراق فنائے احدیت میں آپ تمام مشائخ میں ممتاز تھے۔ "سیر العارفین" میں لکھا ہے کہ خواجہ قطب الاسلام" قصبہ اوش میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کی عمر ڈیڑھ سال ہوئی تو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جو نہایت پاک دامن اور صالحہ تھیں آپ کی پرورش فرمائی۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کے قریب ہوئی تو ایک ہمسایہ آپ کو استاد کے پاس لے گیا۔ راستے میں ایک بزرگ نورانی صورت آپ کے ساتھ ہو

Marfat.com

لئے اور کمال شفقت سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر شیخ ابو حفصؒ کے پاس لے گئے جو تمام کمالات سے آراستہ تھے۔ ان سے کہا کہ اس بچے کو اچھی طرح تعلیم دیجئے کیونکہ یہ ایک دن اولیائے کبار میں سے ہو گا اور مشائخ نامدار کے زمرہ میں شامل ہو گا۔ شیخ ابو حفصؒ نے دل و جان سے قبول کیا۔ جب وہ بزرگ چلے گئے تو استاد نے آپ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو وہ بزرگ کون تھے ؟ آپ نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا یہ خضر علیہ السلام تھے جنہوں نے تمہاری تعلیم کا کام میرے ذمہ لگایا ہے۔

شیخ نصیرالدین محمود اودھی قدس سرہٗ بھی "خیرالمجالس" میں فرماتے ہیں کہ مولانا ابو حفصؒ کی صحبت کی برکت سے خواجہ قطب الدینؒ کو تہذیب الاخلاق، ظاہری و باطنی اور آداب شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل ہوئی۔ اور آپ کا ظاہر و باطن اس قدر آراستہ ہوا کہ ایک ساعت بھی آپ ریاضت و مجاہدہ کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ آپ ہر روز ڈھائی سو رکعت نماز کمال خشوع و خضوع سے ادا کرتے تھے اور حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔ اس کے بعد شہر بغداد میں مسجد امام ابولیث سمرقندی کے اندر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، اوحدالدین کرمانیؒ، شیخ برہان الدین چشتیؒ اور شیخ محمود اصفہانیؒ کے سامنے خواجہ بزرگؒ معین الحق والدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ کے مرید ہوئے۔

اور خواجہ بزرگؒ کے کمالِ شفقت سے آپ نے تھوڑے عرصے میں سلوک تمام کر لیا اور خرقۂ خلافت حاصل کر کے مسند ارشاد پر فائض ہوئے۔ جیسا کہ اس سلسلے کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے کہ خواجہ قطب الاسلامؒ اٹھارہ سال کی عمر میں مرید ہوئے اور بیس سال کی عمر میں آپ کی تکمیل ہو گئی۔ "سیرالاولیاء" میں سلطان المشائخ سے نقل کیا گیا ہے کہ خواجہ قطب الاسلامؒ

Marfat.com

ہر رات سونے سے قبل تین ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے۔ جب اوش میں آپ کی شادی ہوئی تو تین رات کے لئے آپ سے درود قضا ہو گیا۔ آپ کے ایک مرید احمد رئیس نامی نے رات کو خواب میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ بختیار کاکی کو میرا سلام کہنا اور ان سے یہ کہنا ہر رات جو تحفہ تم بھیجتے تھے مجھے مل جاتا تھا لیکن تین رات سے نہیں ملا۔ نیند سے بیدار ہو کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت خواجہ کو پہنچایا۔ آپ نے اپنی بیوی کو بلا کر حق المہر ادا کیا اور اسے چھوڑ کر ہندوستان چلے آئے۔ جب آپ ملتان پہنچے تو شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہٗ سے آپ کو بہت محبت ہو گئی۔

شیخ جلال الدین تبریزیؒ بھی ان دنوں ملتان میں تھے۔ تینوں بزرگوں کے درمیان محبت خوب گرم رہی۔ "سیرالاولیاء" میں سلطان المشائخؒ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ تینوں حضرات بیٹھے تھے کہ کفار کا لشکر قلعہ ملتان کے نیچے پہنچ گیا۔ والئی ملتان قباچہ بیگ نے حاضر خدمت ہو کر امداد کی درخواست کی۔ خواجہ قطب الاسلامؒ نے ایک تیر قباچہ بیگ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اسے کفار کی طرف پھینکو۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جب صبح ہوئی تو ایک کافر بھی قلعہ کے نزدیک نہ تھا۔ حضرت خواجہ گنج شکر قدس سرہٗ پہلی مرتبہ ملتان ہی میں خواجہ قطب الاسلامؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چنانچہ ان کا ذکر آگے آرہا ہے۔ چند ایام کے بعد خواجہ قطب الاسلامؒ دہلی روانہ ہوئے۔ جب آپ دہلی پہنچے تو سلطان شمس الدین حقدم اپنے لئے سعادت دارین سمجھ کر کمال اخلاص سے آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ ہفتے میں ایک دفعہ آپ کی زیارت کو آتے تھے۔

شیخ جمال الدین محمد بسطامیؒ جو ان دنوں دہلی میں مقیم تھے اور جن کے

Marfat.com

کمالات حضرت سلطان المشائخ نے کتاب "فوائد الفواد" میں درج کئے ہیں ان کو بھی خواجہ قطب الاسلامؒ سے کمال اخلاص و اعتقاد پیدا ہو گیا۔ اور حضرت شیخ محمد عطار المعروف قاضی حمید الدین ناگوریؒ کو بغداد ہی میں قطب الاسلامؒ سے بہت محبت ہو گئی تھی۔ ہندوستان میں ان کی باہمی محبت اور بھی زیادہ ہو گئی۔ یہاں تک کہ قاضی حمیدالدین ناگوریؒ کمال صدق و صفا کی وجہ سے اکثراوقات حضرت خواجہ علیہ رحمہ کی محبت میں رہتے تھے۔ بعض اوقات دونوں حضرات باہم سفر پر بھی جایا کرتے تھے۔ چنانچہ "سیرالاولیاء" میں خواجہ قطب الاسلامؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ سفر میں تھے جب ہم دریا کے کنارے پر پہنچے تو ہم پر بھوک غالب آ گئی۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ عالم غیب سے ایک بکری دو روٹیاں منہ میں لئے ظاہر ہوئی اور روٹیوں کو ہمارے سامنے رکھ کر چلی گئی۔ ہم نے روٹی کھائی' اس کے بعد اچانک ایک بہت بڑا بچھو دریا کے کنارے پر نظر آیا۔ اس نے اپنے آپ کو پانی میں پھینکا اور بہنے لگا۔ ہمارے دل میں خیال آیا کہ اس میں ضرور کوئی حکمت ہے پس ہم اس کے پیچھے ہو لئے۔ جب بچھو دریا کے دوسری طرف چلا گیا تو ہم نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ ہمیں بھی پار کر دے۔ چنانچہ دریا شق ہو گیا اور درمیان میں خشک زمین نظر آنے لگی۔ جب ہم نے دریا پار کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ درخت کے نیچے ایک آدمی سویا ہوا ہے اور ایک سانپ قریب بیٹھا اسے ڈسنے کے لئے تیار تھا تاکہ اسے ہلاک کر دے' اس بچھو نے ایک جست لگائی اور سانپ کو مار کر غائب ہو گیا۔ ہم نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ کون بزرگ ہیں جس کی خاطر یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن قریب جا کر دیکھا تو وہ ایک شرابی نکلا جو نشے میں مست پڑا تھا اور پاس اس کی قے پڑی تھی۔ ہمیں دیکھ کر شرم آئی کہ دیکھو یہ اس قدر بے فرمان ہے اور حق

Marfat.com

تعالیٰ کس قدر نگہبان ہے۔ ہاتف سے آواز آئی کہ اے عزیزان ! اگر ہم صرف صالحین اور پارسا لوگوں کی نگہبانی کریں تو ان گنہگاروں اور بدکاروں کی حفاظت کون کرے گا۔ اس اثناء میں وہ آدمی بیدار ہو گیا۔ ہم نے سارا ماجرا اسے سنایا۔ وہ سن کر شرمندہ ہوا اور شراب نوشی سے توبہ کر کے بعد میں واصل باللہ ہوا۔

اس کے بعد خواجہ قطب الاسلامؒ نے فرمایا کہ اے درویش جب وقت آتا ہے اور لطف و کرم کی ہوا چلنے لگتی ہے تو صد ہزاراں شرابیوں کو صاحب سجادہ بنا دیتے ہیں اور اگر نسیم قہر چل پڑے تو صد ہزاراں سجادہ نشینوں کو اڑا کر شراب خانہ میں پھینک دیتی ہے۔ "سیرالعارفین" میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب خواجہ قطب الاسلامؒ دہلی میں مقیم ہوئے تو تمام اکابر و اشراف اور ساری خلقت یکبارگی آپ کی صورت و سیرت پر عاشق اور فریفتہ ہو گئی۔ ان ہی ایام میں شیخ بدرالدین غزنویؒ کو آپ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا اور انہوں نے ساری عمر آپ کی خدمت میں گزار دی۔ اس کا ذکر تفصیلاً اپنے مقام پر آچکا ہے۔ ایک دفعہ خواجہ قطب الاسلامؒ نے سلطان الآفاق خواجہ بزرگؒ خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ اشتیاق دیدار اس قدر ہے کہ رہا نہیں جاتا اگر اجازت ہو تو بندہ شرف قدم بوسی حاصل کرے۔ خواجہ بزرگؒ نے جواب لکھا کہ **"المرء مع من احب** معتبر است۔ قرب جانی را بُعد مکانی مانع نیست۔"

" آدمی اسی کے ساتھ رہتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو" (الحدیث) (قرب روحانی کے لئے بُعد (دوری) جسمانی مانع نہیں ہے یعنی اگرچہ جسمانی طور پر آپ مجھ سے دور ہیں روحانی طور پر مجھ سے بالکل قریب ہیں۔) خواجہ بزرگؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ آپ وہاں سلامت رہیں۔ انشاء

Marfat.com

اللہ کچھ عرصے کے بعد بارادتِ حضرتِ اللہ آپ کی طرف آنا ہو گا۔ پس ناچار خواجہ قطب الاسلامؒ اپنے شیخ کے حکم کے مطابق دہلی ہی میں رہے۔ ان دنوں شیخ الاسلامؒ جمال الدین ،سطامیؒ بھی رحلت کر گئے۔ سلطان شمس الدین نے چاہا کہ شیخ الاسلامی خواجہ قطب الاسلامؒ کے سپرد کریں لیکن آپ نے اس کی طرف ذرہ بھر التفات نہ فرمایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے شیخ نجم الدین صغریٰ کو شیخ الاسلامؒ بنا دیا۔ اس منصب سے پہلے شیخ نجم الدین صغریٰ نیک روش اور پسندیدہ اخلاق رکھتے تھے لیکن دنیائے دوں نے اپنا اثر دکھایا اور کم حوصلگی کی وجہ سے وہ اپنے حال پر قائم نہ رہ سکے۔ سلطان شمس الدین اور تمام اراکین سلطنت کو خواجہ قطب الاسلامؒ سے حددرجہ کا اعتقاد و محبت تھی۔ اتفاقاً ان ہی ایام میں خواجہ بزرگؒ اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے اور خواجہ قطب الاسلامؒ بے حد خوش ہوئے اور درگاہِ رب العزت میں شکرانہ بجالائے۔ آپ نے چاہا کہ سلطان شمس الدین کو اطلاع دیں لیکن خواجہ بزرگؒ نے منع فرما دیا کہ ہم محض تمہیں ملنے آئے ہیں اور دو تین دن سے زیادہ قیام نہیں کریں گے۔ شہر دہلی کی ساری خلقت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑی۔ لیکن شیخ نجم الدین صغریٰ نہ آئے۔ باوجودیکہ اس سے قبل ملک خراسان میں حضرت خواجہ کے ساتھ بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ چونکہ کمال اخلاق و عجز اس خاندان کا شیوہ ہے ۔ خواجہ بزرگؒ خود شیخ نجم الدین کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ ایک عمارت کی تعمیر میں مصروف تھے اور خواجہ بزرگؒ کی طرف بالکل التفات نہ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا اے نجم الدین تجھے کیا ہو گیا ہے شاید شیخ الاسلامی نے تجھے تبدیل کر دیا ہے انہوں نے شرمساری سے سرنگوں ہو کر کہا کہ میں تو وہی مخلص اور معتقد ہوں لیکن آپ نے اس شہر میں ایک ایسا مرید چھوڑ دیا ہے کہ جس کی وجہ سے میری شیخ

Marfat.com

الاسلامی کو کوئی نہیں پوچھتا۔ خواجہ غریب نوازؒ نے یہ کلمات سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ فکر نہ کرو اس مرتبہ میں بابا قطب الدین کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ خواجہ قطب الاسلامؒ کے مکان پر تشریف لائے چند روز کے بعد شیخ نجم الدین عہدۂ شیخ الاسلامی سے برطرف ہو کر قتل ہو گئے۔ چنانچہ اس کی تفصیل شیخ جلال الدین تبریزیؒ کے حالات میں لکھی جائے گی۔

ان ایام میں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ بھی حضرت خواجہ قطب الاسلامؒ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ خواجہ بزرگ علیہ رحمہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

خواجہ بزرگؒ نے کمال مہربانی سے آپ کے متعلق فرمایا کہ بابا قطب الدین تم نے ایسا عظیم شہباز قید کر رکھا ہے جو سدرۃ المنتہیٰ کے سوا کسی جگہ آشیانہ نہیں بناتا۔ یہ فرید وہ شمع ہے کہ درویشوں کے خاندان کو منور کرے گا۔

جس طرح خواجہ قطب الاسلامؒ سے بڑھ کر خواجہ بزرگؒ کا کوئی مرید نہ تھا اسی طرح خواجہ گنج شکر سے بڑھ کر خواجہ قطب الاسلامؒ کا کوئی مرید و خلیفہ نہ تھا۔ الغرض چند ایام کے بعد خواجہ بزرگؒ اجمیر تشریف لے گئے اور خواجہ قطب الاسلامؒ کو بھی ساتھ لے جانے کا قصد کیا۔ جب خواجہ قطب الاسلامؒ خواجہ بزرگؒ کے ہمراہ شہر دہلی سے باہر نکلے شہر کے ہر محلہ سے شور و غوغا بلند ہوا اور سارا شہر ماتم کدہ بن گیا۔ ساری خلقت اور ہر خاص و عام مع سلطان شمس الدین پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور جس جگہ خواجہ قطب الاسلامؒ قدم رکھتے تھے لوگ کمال صدق سے وہاں کی مٹی تبرک کے لئے اٹھا لیتے تھے اور منہ پر ملتے تھے جب خواجہ بزرگؒ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا بابا قطب الدین اسی جگہ رہ جاؤ کیونکہ تمہارے چلے جانے سے ساری خلقت

Marfat.com

مضطرب اور پریشان حال ہے۔ میں اتنے دلوں کو خراب و کباب نہیں کرنا چاہتا' جاؤ اس شہر کو ہم نے تمہاری پناہ میں دے دیا۔ پس خواجہ قطب الاسلامؒ کو رخصت فرما کر آپ خود اجمیر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد خواجہ بزرگؒ ایک مرتبہ اور دہلی تشریف لے گئے یعنی بادشاہ سے اپنے فرزندان کے لئے موضع ماندن کا فرمان درست کرانے کی غرض سے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

"سیرالعارفین" میں لکھا ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کا مدت سے ارادہ تھا کہ شہر کے قریب ایک حوض تیار کرایا جائے تاکہ خلق خدا کو آرام پہنچے۔

ایک رات اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے شمس الدین اگر تو چاہتا ہے کہ حوض بنائے اور خلقت فیضیاب ہو تو اس جگہ بنا جہاں ہم کھڑے ہیں۔ جب بادشاہ بیدار ہوا تو وہ جگہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے معلوم نہ کر سکا۔ حیران ہوا کہ کیا کیا جائے' آخر اپنے ایک خاص آدمی کو خواجہ قطب الاسلامؒ کی خدمت میں بھیجا کہ میں نے رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت ہو کر عرض کروں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادشاہ کو حوض بنانے کا اشارہ فرمایا ہے۔ ہم اسی جگہ جا رہے ہیں جہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے پر سوار تشریف فرما تھے بادشاہ سے کہو کہ جلدی وہاں پہنچ جائے۔ خواجہ قطب الاسلامؒ وہاں پہنچ کر دوگانہ نماز میں مشغول ہو گئے۔ سلطان بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور جو جگہ بھول

Marfat.com

چکا تھا اسے یاد آگئی ' وہاں جاکر دیکھا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھوڑے کے سم کا نشان موجود تھا۔ پس اسی مقام پر حوض تیار کرایا گیا اور جس جگہ گھوڑے کے سم کا نشان تھا وہاں ایک چھوٹا سا گنبد بنا دیا گیا۔

سبحان اللہ ! عجب پُرفیض مقام ہے کہ بے شمار اولیاء اللہ اس کے گرد آرام فرما رہے ہیں۔ خواجہ قطب الاسلامؒ اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ اکثر اوقات وہاں جا کر مشغول ہوا کرتے تھے اور خضر علیہ السلام اور دیگر مردان غیب کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ ایک بزرگ نے خوب لکھا ہے کہ ؎

بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

(ترجمہ) جس زمین پر اے محبوب ! تیرے قدموں کا نشان آیا سالہا سال صاحب معرفت لوگ وہاں سجدے کرتے رہیں گے۔

" سیر العارفین " میں لکھا ہے آخر عمر میں خواجہ قطب الاسلامؒ دہلی میں متاہل ہوئے اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک شیخ احمد ہیں جن کی قبر حضرت خواجہ کے پہلو میں ہے۔ آپ بہت صاحب کمالات و کرامات تھے۔ آپ کو خواجہ احمد نما بھی کہتے ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ سلطان المشائخؒ کے زمانے تک زندہ رہے۔ دوسرے بیٹے کا نام شیخ محمد تھا جو ایام طفلی میں رحلت کر گئے تھے۔

عیال و اطفال کے باوجود حضرت خواجہ فتوح کم قبول فرماتے تھے اور ہمیشہ تنگی سے بسر کرتے تھے۔ سلطان المشائخؒ سے نقل ہے کہ خواجہ بزرگؒ نے آپ کو اجازت دے رکھی تھی کہ اگر ضرورت ہو تو پانچ سو درھم قرض

Marfat.com

لے کر خرچ کر لیا کریں۔ جب دو تین دن متواتر فاقہ ہوتا تو حرم پاک شرف الدین بقال سے جو آپ کا ہمسایہ تھا بقدر ضرورت قرض لے کر خرچ کرتے۔ ایک دن بقال کی عورت نے کہا اگر ہم ہمسایہ نہ ہوتے تو معلوم نہیں ان لوگوں کا کیا حال ہوتا۔ حرم شریف نے یہ بات حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا آج سے قرض ہرگز نہ لینا۔ آپ کے حجرے کے اندر ایک طاق تھا آپ نے فرمایا آئندہ جس چیز کی ضرورت ہو بسم اللہ پڑھ کر اس طاق میں ہاتھ ڈال کر لے لیا کرو۔ حرم خواجہ جس وقت طاق میں ہاتھ ڈالتیں گرم کاک (روٹی) نکال لیتیں۔ اس سے ان کے گھر کے لوگوں کی بسر اوقات ہو جاتی تھی۔ اسی وقت سے حضرت خواجہ کا خطاب کاکی ہو گیا۔ خواجہ بزرگ" اکثر آپ کو قطب الدین بختیار" کہا کرتے تھے اس وجہ سے آپ کا لقب بختیار ہو گیا۔ سلطان المشائخ سے منقول ہے کہ خواجہ قطب الاسلام" اکثر استغراق میں رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ سے ملنے آتا تو دیر کے بعد آپ کو معلوم ہوتا کہ کون ہے اور اس کی دل جوئی کی خاطر ایک دو باتیں کر کے رخصت کر دیتے اور فرماتے تھے کہ مجھے معذور رکھو۔ آپ فنائے احدیت میں اس قدر مستغرق تھے کہ جب آپ کا لڑکا فوت ہوا تو آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ "سیر الاولیاء" میں سلطان المشائخ سے نقل ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن آپ نماز سے فارغ ہو کر اس جگہ پہنچے جہاں اس وقت آپ کا مزار مبارک ہے' اس زمانے میں وہ زمین غیر آباد تھی اور وہاں کوئی قبر اور گنبد نہ تھا۔ آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور تامّل کرنے لگے۔ جو عزیز ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے اور خلقت آپ کے انتظار میں ہو گی بہتر یہ ہے کہ آپ گھر تشریف لے چلیں۔ آپنے فرمایا :

" مرا ازیں زمین بوئے دلہاے آید"

Marfat.com

(مجھے اس زمین سے بوئے دلہا یعنی دلوں کی خوشبو آتی ہے)

آپ نے مالک زمین کو طلب فرمایا اور اپنی قبر کے لئے وہ زمین خرید لی۔ سلطان المشائخ یہ بیان فرما کر آب دیدہ ہو گئے کہ حضرت خواجہ نے فرمایا تھا کہ "مرا ازیں زمین بوئے دلہای آید" سبحان اللہ کون کون سے بزرگ اس زمین کے اندر آسودہ ہیں اور اس وقت خلقت کو فیض پہنچا رہے ہیں۔

کتاب "دلیل العارفین" سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر وقت میں آپ ایک دفعہ خواجہ بزرگ سے ملنے اجمیر شریف گئے اور وہاں سے رخصت ہو کر دہلی آئے اور بیس روز کے بعد خواجہ بزرگ" کا وصال ہو گیا۔ خواجہ قطب الاسلام" بھی تھوڑے عرصے کے بعد رحلت فرما گئے۔ حضرت گنج شکر قدس سرہٗ "فوائد السالکین" میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ خواجہ قطب الاسلام" کی پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قاضی حمید الدین ناگوری" ' مولانا علاء الدین کرمانی" ' سید نورالدین مبارک" ' شیخ شرف الدین" ' شیخ محمود مونیہ دوز" ' مولانا فقیہ خداداد" کہ جن کی نظر کے سامنے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی حجاب نہ تھا' مجلس میں حاضر تھے۔ حج کے متعلق بات ہونے لگی خواجہ قطب الاسلام" نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اپنے خراب آباد میں ہوتے ہیں اور خانہ کعبہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہاں جا کر ان کا طواف کرے۔ جب عزیزوں نے یہ بات سنی تو کھڑے ہوئے اور عالم تحیر میں مستغرق ہو گئے۔ چنانچہ انہیں اپنی خبر ھی نہ رہی۔ یہ دعا گو بھی عالم شوق میں مستغرق ہو گیا۔ حضرت خواجہ اور ہم سب نے ہاتھ اوپر اٹھائے جیسا کہ خانہ کعبہ کے طواف کے وقت اٹھا کر تکبیر پڑھتے ہیں اس وقت ہم سب ہوش میں آ گئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ ہمارے سامنے ہے۔ پس ہم نے تمام شرائط کے ساتھ طواف کیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے عزیزان! ہم نے

Marfat.com

تمہارا حج اور نماز قبول کیا۔ اس کے بعد ہم اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اب میں نے اپنا منہ زمین پر رکھ کر ہانسی جانے کے لئے اجازت طلب کی۔ یہ دیکھ کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ بابا فرید جانا چاہتے ہو؟ میں نے دوبارہ منہ زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ جس طرح فرمان ہو۔ آپ نے فرمایا جاؤ۔ تقدیر میں یہی لکھا ہے۔ خواجہ بزرگؒ کے وصال کے وقت میں حاضر نہ تھا۔ تم بھی میرے آخری سفر کے وقت حاضر نہ ہو گے۔ اس وقت آپ نے تمام دوستوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کی (خوجہ گنج شکرؒ کی) مزید نعمت کے لئے فاتحہ اخلاص پڑھو۔ سب نے تعمیل کی۔ اس کے بعد مصلّٰی اور عصا اِس دعاگو کو عطا فرمایا اور کہا کہ دوگانہ ادا کرو۔ میں نے تعمیل کی۔ آپ نے فرمایا میں تیری امانت یعنی سجادہ' دستار' خرقہ اور نعلین قاضی حمیدالدین ناگوری کے سپرد کروں گا کہ میرے انتقال کے چوتھے یا پانچویں دن تمہیں دے دیں گے۔ تم ان کا احترام کرنا (حق ادا کرنا) "مقامِ مامقامِ تُست" (ہمارا مقام تمہارا مقام ہے۔) جب حضرت خواجہ نے یہ فرمایا تو مجلس سے آہ و نعرہ بلند ہوا۔ آپ نے فرمایا مرید کو چاہئے پیروں کی نسبت پر چلے اور ذرہ بھر تجاوز نہ کرے تاکہ کل (قیامت کے دن) ان سے شرمندہ نہ ہو۔ اس کے بعد اس دعاگو کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مرید تو میرا اس دنیا میں اور آخرت میں دوست دار ہے لیکن غافل نہ رہنا کیونکہ اہل سلوک فرماتے ہیں کہ راہ طریقت بہت پُرخوف راستہ ہے۔

اور مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ اس کوچہ میں قدم رکھنے والے جب تک دستِ بلا سے دروازہ نہیں کوٹتے نہیں کھلتا اور جب تک زبانِ ندامت اور غم سے طلب نہیں کرتے مقصود حاصل نہیں کرتے' اور جب تک دل کے قدم سے نہیں چلتے منزل گاہِ عزت تک نہیں پہنچتے۔ اس کے بعد آپ

Marfat.com

نے فرمایا کہ میں نے تیس سال تک ہر قسم کی زبان استعمال کی لیکن کچھ نہ ملا۔ ہر قسم کے ہاتھوں سے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن نہ کھلا اور ہر قسم کے قدموں سے چلا لیکن منزل گاہِ عزت تک رسائی نہ ہوئی۔ جب بلا کے ہاتھ سے دروازہ کھٹکھٹایا اور زبانِ اندوہ سے التجا کی تو منزل مقصود تک پہنچ گیا۔

جب خواجہ نے فوائد ختم کئے تو سب عزیزوں نے منہ زمین پر رکھا اور رخصت ہو گئے۔ جب میری باری آئی تو آپ نے میرا سر کنار (گود) میں لے کر فرمایا **"ھذا فراق بینی و بینک"** (یہ وقت ہے جدائی کا میرے اور تمہارے درمیان) فرمایا جاؤ تجھے خدا کے سپرد کیا اور منزل پر پہنچا دیا۔ پس دعا گو نے اپنا منہ زمین پر رکھا اور اجازت حاصل کر کے ہانسی چلا گیا۔

"سیر العارفین" میں سلطان المشائخ سے نقل ہے کہ ایک دفعہ شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں مجلس سماع گرم تھی۔ درویشانِ اہلِ حال اور اہل کمال موجود تھے۔ خواجہ قطب الاسلامؒ بھی تشریف رکھتے تھے۔ قوال شیخ احمد جام کا یہ شعر گا رہے تھے ۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است

اس پر خواجہ قطب الاسلامؒ کو حال آگیا اور بے ہوش ہو گئے۔ شیخ محمد عطا عرف قاضی حمید الدین ناگوریؒ اور شیخ بدرالدین غزنویؒ آپ کو گھر لے آئے۔ قوال بھی ساتھ چلے آئے تین دن رات تک آپ اسی حال میں مستغرق رہے۔ قوالوں کو اسی بیت کا حکم فرماتے رہے اور وجد کرتے رہے۔ اس سے آپ کی ہڈی ہڈی الگ ہو گئی۔ تیسرے دن استغراق کا غلبہ زیادہ ہو گیا۔ قاضی حمید الدین ناگوریؒ اور شیخ بدرالدین غزنویؒ نے کہا کہ آپ کے خلفاء میں سے کس کے لئے حکم ہے کہ آپ کی مسند پر بیٹھے۔ آپ نے فرمایا

Marfat.com

دستار، خرقہ، مصلی اور نعلین، چوبیں (لکڑی کے جوتے) جو خواجہ بزرگؒ سے مجھے ملے ہیں شیخ فریدالدین مسعود کو پہنچا دینا کیونکہ میرے جانشین وہی ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے جان مشاہدہ حق میں تسلیم کر دی۔ شیخ بدرالدین غزنویؒ کہتے ہیں کہ خواجہ کی وفات کی رات مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ خواجہ اوپر کی طرف جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے بدرالدین دوستان حق کے لئے موت نہیں ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ آپ کی وفات بروز دو شنبہ چودہ ماہ ربیع الاول ۶۳۳ھ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی عمر باون سال تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق چونسٹھ سال تھی۔ ایک اور روایت میں آپ کی عمر پچھتر سال بتائی جاتی ہے۔ آپ دہلی میں حوض شمسی کے قریب دفن ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

سلطان شمس الدین خواجہ قطب الاسلامؒ کی نوازش کے پروردہ تھے۔ آپ عادل اور رحم دل تھے اور آپ کا شمار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ خواجہ کے وصال کے بعد ان کو بھی زندگی گراں ہو گئی اور آٹھ ماہ شعبان سنِ مذکور کو عالم بقا کی طرف رحلت کر گئے۔ ان کی تاریخ وفات اس شعر سے نکلتی ہے ۔

بسال شش صدوسی وسہ از ہجرت
نماند شاہ شمس الدین بہ عالم کبر

سلطان شمس الدین کی وفات کے بعد ان کا لڑکا سلطان فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ سات ماہ حکومت کرنے کے بعد اپنی بہن رضیہ کے ہاتھوں گرفتار

Marfat.com

ہو کر قید میں فوت ہوا۔ اس کے بعد رضیہ سلطانہ مردانہ لباس پہن کر تخت نشین ہوئی لیکن تین سال حکومت کرنے کے بعد قتل ہو گئی۔ اس کے بعد اس کا بھائی بہرام شاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا اور دو سال ایک ماہ اور پندرہ دن حکومت کرنے کے بعد اپنے وزیر نظام الملک کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کے بعد سلطان علاء الدین مسعود بن فیروز شاہ اپنے چچا کی بجائے تخت نشین ہوا۔ وہ پانچ سال حکومت کرنے کے بعد ناصرالدین محمود کے اشارے سے گرفتار کیا گیا اور قید میں مر گیا۔ سلطان ناصر الدین محمود جو سلطان شمس کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا اور حاکم بھڑائچ تھا علاء الدین کی گرفتاری کے بعد تخت نشین ہوا اسے پورا اقتدار حاصل ہوا۔ تاریخ طبقاتِ ناصری اسی کے حکم سے تصنیف ہوئی۔ بڑا حلیم طبع اور عبادت گزار بادشاہ تھا اور قرآن مجید لکھ کر بسر اوقات کرتا تھا۔ اسے حضرت گنج شکرؒ سے کامل اعتقاد تھا۔ بارہ سال اور تین ماہ حکومت کرنے کے بعد گیارہ ماہ جمادی الاول ۶۶۴ھ کو وفات پائی۔ اسے سلطان ناصرالدین غازی کہتے ہیں۔ خاندان شمس اس پر ختم ہوا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

Marfat.com

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہٗ

آفتابِ انوارِ ولایت' پیشوائے عالمِ ہدایت' گنجینۂ ذوق و اسرار' مشاہدۂ احدیت بیدار' صاحبِ رازدار حضرتِ معبود' قطبِ اکبر شیخ فریدالدین گنج شکر مسعود قدس سرہٗ واصلانِ حق کے راہنما تھے۔ طریقت میں آپ شانِ عظیم رکھتے ہیں۔ تمام مشائخ آپ کے کمالِ عشق' عرفان واحوال پر متفق ہیں۔ جس قدر ریاضات و مجاہدات' ترک و تجرید' فقروشوق جیسے کمالاتِ ظاہری و باطنی آپ کو حاصل تھے اہلِ طریقت میں سے کسی شخصِ واحد کو مجموعی طور پر میسر نہ تھے۔ آپ کشف و کرامات' وجد وحال اور ہمت و شجاعت میں بینظیرِ وقت تھے۔ مریدین کی تربیت میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ چنانچہ تھوڑی سی توجہ سے ساکنانِ سفلی کو مقامِ علوی تک پہنچا دیتے تھے۔ سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ صفائے باطن سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ ابتدائے حال سے لے کر انتہا تک آپ ہمیشہ یکساں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے۔ بلند پروازی کا یہ عالم تھا کہ دنیا کی کسی مراد کے لئے آپ نے کبھی اپنا سر نہ جھکایا۔ اس کے باوجود لوگوں کے ساتھ اس قدر تواضع اور اخلاق سے پیش آتے تھے کہ خلقت آپ کے حسن سیرت کی گرویدہ تھی۔ آپ خواجہ قطب

Marfat.com

الاسلام بختیار اوشی قدس سرہٗ کے محبوب ترین مرید اور خلیفہ تھے۔ صاحب سیرالاولیاء سید محمد کرمانی جو سلطان المشائخ کے مرید تھے کہتے ہیں کہ حضرت گنج شکرؒ کا سلسلہ نسب فرخ شاہ عادل تک جا پہنچتا ہے۔ فرخ شاہ کابل کے بادشاہ تھے اور گرد و نواح کے تمام سلاطین ان کے مطیع تھے۔ کابل کی سلطنت غزنی کی سلطنت سے بڑی تھی۔ جب کابل کی سلطنت کمزور ہوئی تو سارا ملک سلطنتِ غزنی میں شامل ہو گیا۔ لیکن فرخ شاہ کی اولاد کابل میں تھی۔ جس وقت چنگیزخاں نے لشکر کشی کر کے ایران و توران کو تہ و بالا کر ڈالا اور غزنی کا رخ کیا تو پہلے اس نے کابل پر حملہ کیا۔ اس حملے میں آپ کے پردادا شہید ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کے دادا قاضی شعیب اپنے عیال و اطفال سمیت لاہور پہنچے۔ چند روز وہاں رہ کر قصبہ قصور میں تشریف لے گئے۔ قصور کے قاضی نے آپ کی بہت آؤ بھگت کی اور کافی مہمان نوازی کے بعد بادشاہ وقت کو سب کوائف سے مطلع کیا۔ بادشاہ نے قصبہ کوٹھیوال جو ملتان کے پاس ہے کی قضا قاضی شعیب کو تفویض کی اور آپ وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔

خواجہ گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے والد بزرگوار قاضی جمال الدین سلیمان رحمتہ اللہ علیہ بھی قصبہ کوٹھیوال کے قاضی تھے ان کی قبر بھی اسی جگہ موجود ہے۔ ان کے تین لڑکے تھے۔ شیخ عزالدین محمودؒ شیخ فرید الدین مسعودؒ شیخ نجیب الدین متوکلؒ۔ ان کی والدہ ماجدہ جو نہایت نیک اور صالحہ عورت تھیں ملّا وجیہہ الدین خجندیؒ کی دختر تھیں۔ جن کے کمال صلاحیت' عفت اور کمالات و کرامات کے حالات حضرت گنج شکرؒ کے ملفوظات میں درج ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ وہ واصلان حق میں سے تھیں۔ حق تعالیٰ نے حضرت گنج شکرؒ کو مسعود ازلی پیدا کیا اور خورد سالی سے آپ کے دل میں عشق

Marfat.com

کی آگ بھڑکا رکھی تھی۔ عنفوان شباب میں آپ نے تمام دنیاوی مرادات کو ترک کر کے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے لئے گھر چھوڑ دیا اور باہر چلے گئے۔

"سیرالعارفین" میں سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے جب آپ ملتان پہنچے تو مولانا منہاج الدین ترمذی کی مسجد میں قیام فرما کر فقہ کی کتاب نافع کے مطالعہ میں مشغول ہوئے۔ اتفاق سے خواجہ قطب الدینؒ اوش سے آتے ہوئے اسی مسجد میں ٹھہرے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک خوبصورت' خوب سیرت نوجوان صدق دل کے ساتھ کتاب پڑھنے میں مشغول ہے۔ آپ نے فرمایا مسعود کیا کتاب پڑھ رہے ہو عرض کیا کہ اسے نافع کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تجھے اس نافع سے نفع ہو گا۔ حضرت گنج شکرؒ نے عرض کیا کہ مجھے نفع آپ کی نظر کیمیا اثر سے ہو گا۔ یہ کہہ کر اٹھے اور جا کر سعادت قدم بوسی حاصل کی اور دل و جان سے معتقد ہو گئے۔ خواجہ قطب الاسلامؒ نے بہت نوازش فرمائی۔ جب آپ ملتان سے دہلی تشریف لے گئے تو خواجہ گنج شکرؒ تین منزل تک آپ کے ہمراہ رہے۔ اس کے بعد خواجہ نے فرمایا! "فرید کچھ عرصہ ظاہری علم حاصل کرو اس کے بعد دہلی آکر ہمارے پاس رہو"۔

سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ نے تحقیق سے لکھا ہے کہ حضرت گنج شکرؒ جب خواجہ قطب الاسلامؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ خواجہ قطب الاسلامؒ سے رخصت ہو کر جب آپ کامل پانچ سال تک طلب علم میں مشغول رہے تو حق تعالیٰ نے علوم لدنی کے دروازے بھی آپ پر کشادہ کر دیئے۔ کتاب "راحت القلوب" جو خواجہ گنج شکرؒ کے ملفوظات ہیں اور سلطان المشائخ نے جمع کئے ہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں

Marfat.com

سے آپ نے بغداد کا سفر کیا اور تمام مشائخ کی زیارت کی۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ چنانچہ کتاب مذکور میں آپ فرماتے ہیں کہ دعاگو نے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو بھی دیکھا ہے اور سعادتِ قدم بوسی حاصل کی ہے۔ چند روز ان کی خدمت میں رہا اور کوئی دن ایسا نہ تھا کہ کم و بیش دس ہزار دینار کی فتوح آپ کی خانقاہ میں نہ آئی۔ شیخ فرمایا کرتے تھے کہ سب کچھ راہ حق میں خرچ کرو' حتیٰ کہ رات تک ایک پیسہ باقی نہ رہے۔ حضرت گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ بغداد میں شیخ اجل شیرازیؒ کی زیارت بھی حاصل ہوئی۔ بڑے باعظمت بزرگ تھے۔ جب میں نے ان کی دست بوسی کی تو آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ آؤ اے لنگرِ عالم خوب آئے۔ میں چند یوم ان کی خدمت میں رہا اور ہرگز کسی کو وہاں سے محروم جاتے نہ دیکھا۔ اس دعاگو سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت دے۔ پس جب میں بغداد سے باہر آیا۔ جنگل میں میں نے ایک درویش دیکھا جس کی حالت زار و نزار تھی جسم پر صرف ہڈی اور چمڑا باقی رہ گیا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص معلوم نہیں کب سے جنگل میں پڑا ہے اور کیا کھاتا ہے۔ انہیں میرے دل کی بات معلوم ہو گئی۔ کہنے لگے کہ اے فرید چالیس سال سے میں اس غار میں مقیم ہوں اور میرا بستر خاشاک کے سوا کچھ نہیں۔ میں چند روز ان کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد بخارا کی طرف چلا گیا۔ وہاں شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑے باعظمت و باہیبت بزرگ تھے۔ قدم بوس ہو کر میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ جب بھی آپ میری طرف نظر کرتے یہی فرماتے کہ یہ لڑکا مشائخ روزگار سے ہو گا اور سارا جہان اس کا مرید اور اولاد ہو گا۔ آپ نے ایک سیاہ گلیم اوڑھ رکھی تھی میری طرف پھینک کر فرمایا اسے پہنو میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور

Marfat.com

چند یوم آپ کی صحبتِ فیض بخش میں رہا۔ اس کے بعد بخارا سے باہر آکر ایک مسجد میں گیا۔ مسجد کے قریب ایک عبادت خانہ تھا جس کے اندر ایک باہیبت بزرگ مقیم تھے۔ ان جیسے بزرگ میں نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ عالمِ تفکر میں کھڑے ہوئے تھے اور آنکھیں ہوا میں کھلی تھیں۔ چار دن کے بعد آپ عالمِ صحو (ہوشیاری) میں آئے۔ میں نے سلام کیا آپ نے جواب دے کر فرمایا کہ میری خاطر تمہیں اس قدر تکلیف اٹھانی پڑی۔ بیٹھو۔ میں بیٹھ گیا اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ میں شمس العارفین کے پوتوں میں سے ہوں۔ تیس سال سے اس ویرانے میں معتکف ہوں لیکن اے فرید اس تیس سال کے عرصے میں سوائے ہیبت اور حیرت کے کچھ نصیب نہیں ہوا۔ نیز فرمایا کہ یہ راستہ صدق کا ہے جو کوئی صدق سے گامزن ہوتا ہے دوست تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے تمام احوال و مقامات بیان فرمائے۔ نیز فرمایا کہ اپنے آپ سے بھی بے گانہ ہونا چاہئے تاکہ دوست سے یگانہ ہو جائے۔ میں نے شام کی نماز ان کے ساتھ پڑھی۔ نماز سے فراغت کے بعد میں نے دیکھا کہ عالم غیب سے دو آش (شوربا) کے پیالے اور چار روٹیاں ان کے پاس آئیں۔ آپ نے کھانے کا اشارہ فرمایا اور میں نے مل کر کھانا کھایا۔ اس قدر لذیذ تھا کہ اس سے زیادہ لذیذ کبھی نہیں کھایا تھا۔ رات میں نے ان کے ساتھ بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو وہ گم ہو گئے۔ میں وہاں سے روانہ ہو کر بدخشاں گیا اور وہاں کے بزرگوں کی زیارت کی وہ ایسے بزرگ تھے کہ ان کے اوصاف بیان سے باہر ہیں۔ وہاں سے ملتان واپس آیا اور برادرم شیخ بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ سے ملا۔ مصافحہ کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ "کار خود تاکجا رسانیدہ" (اپنے کام کو آپ نے کہاں تک پہنچایا ہے)۔ میں نے کہا اگر کہوں تو یہ کرسی جس پر آپ بیٹھے ہیں ہوا میں کھڑی ہو جائے۔

Marfat.com

ابھی یہ بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ کرسی ہوا میں کھڑی ہو گئی۔ برادرم بہاء الدین کرسی پر ہاتھ مار کر بیٹھ گئے اور فرمایا مولانا فرید خوب مقام حاصل کیا ہے۔ وہاں سے روانہ ہو کر دہلی پہنچا۔ اور وہیں سکونت اختیار کر کے خواجہ قطب الاسلام قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو نعمت میں نے آپ کے اندر دیکھی حدِ وصف سے باہر ہے۔ پس میں نے آپ کی خدمت اختیار کر لی اور شرف بیعت سے مشرف ہو گیا۔ تیسرے روز آپ نے مجھے ہر نعمت عطا کی اور یہ فرمایا کہ "مولانا فرید کار خود تمام کردہ بودی آں گاہ بمن آمدی" (مولانا فرید تم نے اپنا کام پورا کیا ہوا تھا پھر میرے پاس آئے)۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب حضرت گنج شکر اس حرف پر پہنچے تو نعرہ مارا اور گر گئے۔ تین رات دن عالم استغراق میں بے خود رہے۔ جب ہوش میں آئے تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا! مردانِ خدا نے یہی کیا ہے تب کسی مقام تک پہنچے ہیں۔ اس راہ میں دل سے سفر کرو' صدق کے قدم سے چلو اور بغیر آنکھ کے دیکھو ورنہ ہرگز قرب کے مقام تک نہ پہنچو گے۔ اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

تو راہ نرفتی و ترا نہ نمودند
ورنہ کہ زد ایں دربرد نکشودند

جاں در رہ دوست یار اگرے خواہی
تو نیز چناں شوی کہ ایشاں بودند

(نہ تو راستے پر گامزن ہوا نہ تجھے راستہ دکھایا۔ ورنہ وہ کون ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹائے اور دروازہ نہ کھلا ہو۔ اے ساتھی اگر تو محبوب کی راہ میں جان دے گا تو تو انہی جیسا ہو جائے گا۔

Marfat.com

حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ "فوائد السالکین" میں فرماتے ہیں کہ جب میں خواجہ قطب الاسلامؒ کے شرفِ بیعت سے مشرف ہوا تو آپ نے کلاہِ چارتر کی دعاگو کے سر پر رکھی اور بڑی شفقت فرمائی۔ اس وقت قاضی حمیدالدین ناگوری' مولانا علی کرمانی' سید نورالدین مبارک' شیخ نظام الدین ابو المؤید' مولانا شمس ترک' شیخ محمود موئنہ دوز اور دوسرے عزیز حاضر تھے۔ خواجہ قطب الاسلامؒ نے فرمایا کہ شیخ کو اس قدر قوت ہونی چاہئے کہ جب کوئی شخص بیعت کے لئے آئے تو قوت نظر سے اس کے سینہ سے زنگار دھو ڈالے' حتیٰ کہ اس کے دل میں ذرہ بھر کدورت باقی نہ رہے۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کر خدا تک پہنچا دے۔ الغرض حضرت گنج شکرؒ نے مرید ہونے کے بعد غربی دروازے کے برج کے نیچے حجرہ بنایا اور حق کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ چنانچہ سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ وہاں سے دو ہفتے کے بعد خواجہ قطب الاسلامؒ کی خدمت میں آتے تھے۔

" سیر الاولیاء " میں لکھا ہے کہ خواجہ گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے چاہا کہ مجاہدہ شروع کر دیں۔ خواجہ علیہ رحمتہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا طے کا روزہ رکھو۔ دو تین دن کے بعد جو کچھ غیب سے آجائے اس سے افطار کرنا۔ تیسرے دن ایک آدمی کچھ روٹیاں لایا آپ نے سمجھا کہ یہ غیب سے ہیں اس سے افطار کر لیا ایک ساعت کے بعد آپ کے پیٹ میں درد پیدا ہوا۔ آپ نے قے کر کے جو کچھ کھایا تھا نکال کر پھینک دیا۔ انہوں نے اس کا ذکر حضرت خواجہ سے کیا۔ آپ نے فرمایا مسعود ! تیسرے دن تم نے ایک شراب فروش کے گھر کا کھانا کھایا چونکہ عنایت حق تمہارے شاملِ حال تھی یہ کھانا تمہارے پیٹ میں نہ رہ سکا۔ اب جاؤ اور تین دن مزید طے کا روزہ رکھو۔ جب چھ دن تک کھانے کی بو بھی آپ تک نہ پہنچی کمزوری کا

Marfat.com

غلبہ بڑھ گیا۔ ایک اور شب کے بعد جب بھوک سے بے تاب ہوئے تو زمین پر ہاتھ مارا چند سنگریزے جو ہاتھ میں آئے آپ نے منہ میں ڈال لئے۔ وہ شکر ہو گئے۔ آپ نے وہ بھی نکال کر پھینک دیئے اس خیال سے کہ شاید شیطان کا فریب ہو۔ الغرض جس وقت ضعف کا غلبہ ہوتا تھا آپ زمین پر ہاتھ مار کر چند سنگریزے منہ میں ڈال لیتے تھے اور وہ شکر ہو جاتے تھے۔ آخر شب تک آپ نے تین چار بار اسی طرح کیا۔ اس کے بعد خیال آیا کہ حضرت خواجہ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ غیب سے مل جائے اس سے روزہ افطار کر لینا۔ ممکن ہے یہ مکرِ شیطان نہ ہو نعمتِ الٰہی ہو۔ پس آپ نے چند سنگریزے اٹھا کر منہ میں رکھے تو شکر تھے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

سنگ در دست تو گہر گردد
زہر در طعام تو شکر گردد

(پتھر تیرے ہاتھ میں گوہر بن جاتا ہے اور تیرے کھانے میں زہر شکر بن جاتی ہے۔)

جب صبح ہوئی تو آپ نے حضرت خواجہ کی خدمت میں جا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا کہ اس شکر سے افطار کیا۔ جو کچھ غیب سے مل جائے بہتر ہے۔ جاؤ شکر کی طرح میٹھے رہو گے۔ جب آپ وہاں سے باہر آئے جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا گنج شکر کہہ کر پکارتا تھا۔ "سیر العارفین" میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ حضرت خواجہ کی خدمت میں جا رہے تھے ریاضت کی وجہ سے اس قدر کمزور تھے کہ آپ کا پاؤں لڑکھڑایا اور گر گئے۔ گرنے سے جو مٹی آپ کے منہ مبارک میں گئی شکر ہو گئی۔ صاحب "اخبار الاخیار" لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سوداگر شکر کے کئی اونٹ لاد کر لے جا رہا تھا۔

Marfat.com

آپ نے اس سے شکر طلب کی۔ اس نے جواب دیا کہ یہ نمک ہے آپ نے فرمایا نمک ہو گا۔ سوداگر نے جب مال نکالا تو سب نمک تھا۔ شرمندہ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عجز و نیاز سے معافی طلب کی۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو شکر ہو گی۔ جب اس نے جا کر دیکھا تو سب شکر تھی۔ کسی نے اس مضمون کو خوب ادا کیا ہے ؎

کانِ نمک' جہانِ شکر' شیخ بحروبر
آں کز شکر نمک کند و از نمک شکر

(نمک کی کان' شکر کا خزانہ' خشکی اور تری کے بادشاہ۔ وہ بادشاہ جو شکر کو نمک اور نمک کو شکر بنا تا ہے)۔

صاحب "سیرالاولیاء" فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت گنج شکرؒ نے مزید مجاہدہ کی خاطر خواجہ قطب الاسلامؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر فرمان ہو تو ایک چلہ کر لوں۔ یہ بات حضرت خواجہ پر گراں گزری۔ آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں۔ ان چیزوں سے شہرت ہو جاتی ہے۔ آپ نے التماس کیا کہ خواجہ کو معلوم ہے کہ مجھے شہرت سے کوئی غرض نہیں ہے۔ حضرت گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ساری عمر اس بات سے پشیمانی رہی کہ میں نے کیوں ایسی بات کی جو حضرت خواجہؒ پر گراں گزری۔

اس کے بعد خواجہ قطب الاسلامؒ نے فرمایا کہ اب جاؤ اور چلہ معکوس کرو۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ چلہ معکوس کس طرح کیا جاتا ہے۔ خواجہ نے فرمایا پہلے ایسی جگہ منتخب کرو جو مسجد ہو۔ اور اس مسجد کے سامنے کنواں ہو۔ کنویں کے کنارے پر ایک درخت ہو۔ نیز اس مسجد میں کوئی ایسا مؤذن ہو جو متدیّن اور درویشوں کی صحبت کے لائق اور ان کے اسرار سے واقف ہو۔

Marfat.com

اپنے پاؤں درخت کے ساتھ باندھ کر چالیس رات تک کنویں میں سر کے بل ہو کر مشغول بحق ہو جاؤ۔ جب آپ نے ترکیب سمجھ لی تو چلہ معکوس کا مصمم ارادہ کر لیا اور ایسے مقام کی تلاش میں شہر دہلی کے گرد پھرنے لگے۔ جب وہاں مناسب جگہ نہ ملی تو آپ قصبہ ہانسی تشریف لے گئے۔ وہاں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد آپ شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپ خطہ اُچہ (اوچ شریف تحصیل احمد پور شرقیہ' بہاولپور ڈویژن) میں پہنچے جہاں یہ سب چیزیں یکجا مل گئیں۔ خواجہ رشید الدین مینائی ساکن ہانسی جو آپ کے ساتھ کمال عقیدت مندی رکھتے تھے اس مسجد کے مؤذن تھے۔ چند دن اس مسجد میں رہ کر آپ نے اپنا راز اس مؤذن کو بتا دیا۔ اس شرط پر کہ پوشیدہ رکھے۔ عشاء کی نماز کے بعد وہ مؤذن ایک رسی لے آتے تھے اور آپ کے پاؤں میں باندھ کر کنویں میں لٹکا دیتے تھے۔ صبح کی نماز سے پہلے آکر وہ آپ کو چاہ سے باہر نکال لیتے تھے۔ نماز پڑھ کر آپ سارا دن اس مسجد میں مراقبہ میں گزارتے۔ اس طرح چالیس رات تک آپ نے اس کنویں (یہ کنواں آج تک اوچ میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی مسجد کے قریب موجود ہے اور لوگ تبرکاً پانی پیتے ہیں) میں چلہ معکوس کر کے اپنے پیر کا فرمان پورا کیا خواجہ نظامی نے خوب لکھا ہے ۔

دارد دو سرایں رشتہ یکے عجز و دگر ناز
زیں سو ہمہ عجز آمد وزاں سو ہمہ ناز

(اس (عشق) کے رشتے کے دو سرے ہیں ایک عجز دوسرا ناز۔ اس طرف سے عجز ہے اور اس طرف یعنی محبوب کی طرف سے سب ناز ہے)

امیر خسرو دہلوی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ہر دل کہ در و مہرِ تو آویختہ شد
آویختہ شد عاقبت از کنگرۂ عشق

(جو دل کہ تیری محبت میں اٹک گیا۔ آخر وہ عشق کے کنگرے سے لٹک گیا)۔

رسول اللہؐ نے صلوٰۃِ معکوس پڑھی ہے

سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا میں نے اس پر عمل کیا۔ حتیٰ کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہؐ نے نمازِ معکوس ادا کی ہے تو میں ٹانگوں میں رسی باندھ کر ایک کنویں میں الٹا لٹک گیا۔ اس سلسلہ میں (یعنی سلسلہ چشتیہ میں) خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ نے بہت نمازِ معکوس پڑھی ہے۔ اس سنت کو حضرت خواجہ گنج شکرؒ نے زندہ کیا۔

حضرت گنج شکرؒ کو خواجہ غریب نوازؒ سے فیض

سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین قدس سرہٗ دہلی تشریف لائے تو خواجہ قطب الاسلامؒ کے گھر پر ٹھہرے۔ خواجہ گنج شکرؒ بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ جب خواجہ بزرگؒ کی نظر آپ پر پڑی فرمایا "بابا بختیار ایں جوان راچند در مجاہدہ خواہی سوخت۔ چیزے بخشش کنید۔ خواجہ قطب الاسلام عرض نمود کہ مراچہ مجال کہ در نظرآں حضرت عطائے توانم کرد" (بابا بختیار اس جوان کو کب تک مجاہدے میں جلاؤ گے اسے کچھ عطا کرو۔ خواجہ قطب الاسلامؒ نے عرض کیا کہ آں حضرت کی موجودگی میں میری کیا مجال ہے کہ عطا کروں)۔ خواجہ بزرگؒ نے

Marfat.com

فرمایا یہ تجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے بعد خواجہ بزرگؒ قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے۔

خواجہ قطب الاسلامؒ نے بھی موافقت کی۔ آپ نے خواجہ گنج شکرؒ کو بلا کر اپنے اور خواجہ قطب الاسلامؒ کے درمیان کھڑا کیا۔ اس کے بعد دونوں بزرگوں نے حضرت گنج شکرؒ کے حق میں دعا کی اور اس قدر نعمت عطا کی کہ دائرہ تحریر سے باہر ہے۔ خواجہ بزرگ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ "فرید شمعے است خانوادہٗ درویشاں روشن خواہد کرد" (فرید ایک ایسی شمع ہے جس سے درویشوں کا سارا خاندان روشن ہو گا)۔ اور یہ بات دنیا پر اظہر من الشمس ہے۔ میر سید محمد کرمانیؒ نے سیر الاولیاء میں خوب لکھا ہے۔

بخششِ کونین از شیخین شد دریابِ تو
بادشاہی یافتی زین بادشاہانِ جہان

مملکتِ دنیا و دین گشتہ مسلم مر ترا
عالم کن گشت اقطاعِ تو اے شاہِ جہان

(اے خواجہ گنج شکرؒ دونوں مشائخ سے تجھے دونوں جہانوں کی نعمت عطا ہوئی تو نے ان دونوں بادشاہوں سے بادشاہی حاصل کی۔ دین و دنیا کی سلطنت تجھے نصیب ہوئی اور اے شاہ جہاں' عالم کون و مکاں یعنی ساری کائنات تیری جاگیر ہو گئی)۔

سیر الاولیاء میں سلطان المشائخ سے منقول ہے کہ جب خواجہ قطب الاسلامؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو خواجہ گنج شکرؒ اس وقت ہانسی میں تھے۔ قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے دل میں خیال آیا کہ خرقہ اور سجادہ مجھے عطا فرمائیں گے۔ یہی خیال شیخ بدرالدین غزنویؒ کے دل میں گزرا۔ خواجہ

Marfat.com

قطب الاسلامؒ نے فوراً فرمایا کہ میرا یہ خرقہ' عصا اور نعلین چوبیں (لکڑی کے جوتے) فرید الدین مسعود کے حوالہ کرنا کیونکہ میرا خلیفہ اور جانشین وہی ہے۔ پس یہ امانت قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے سپرد کر کے جان بحق تسلیم کر دی۔ اسی رات حضرت گنج شکرؒ پر ہانسی میں یہ بات منکشف ہوئی۔ صبح ہوتے ہی آپ دہلی روانہ ہوئے۔ خواجہ قطب الاسلامؒ کے وصال کے چوتھے دن آپ کی مرقد مبارک پر جو کہ قبلہ عالم ہے آپ نے حاضری دی۔ اس کے بعد قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے وہ امانت لا کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے اس سرمایہ دو جہاں کو نہایت تعظیم کے ساتھ لیا۔ اور خرقہ پہن کر حضرت قطب الاسلامؒ کی مسند پر بیٹھ گئے۔ اور ساری خلقت نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ ہانسی میں "سرہنگا" نام ایک مجذوب رہتے تھے۔ جنہیں حضرت گنج شکرؒ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ آپ سے ملنے کی خاطر وہ دہلی آئے۔ خلقت کے ہجوم کی وجہ سے خواجہ قطب الاسلامؒ کے دروازہ پر ایک دربان رہا کرتا تھا تاکہ خلوت خاص اور مشغولی کے وقت کوئی شخص خلل انداز نہ ہو۔ جب خواجہ گنج شکرؒ نے وہاں قیام فرمایا تو سنت شیخ کو بحال رکھا اور دربان کو برطرف نہ فرمایا۔ دربان نے "سرہنگا" مجذوب کو اندر نہ جانے دیا۔ جب جمعہ کے دن خواجہ باہر تشریف لائے تو مجذوب روتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہانسی میں روزانہ زیارت کرتا تھا۔ اب تین دن سے دہلی آیا ہوا ہوں لیکن زیارت نہیں ہوئی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ "میں اس جگہ نہیں رہ سکتا"۔ حاضرین نے عرض کیا کہ خواجہ قطب الاسلامؒ نے یہ مقام آپ کو عطا فرمایا ہے یہ مناسب نہیں کہ آپ دوسری جگہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو نعمت حضرت خواجہ نے مجھے عطا فرمائی ہے وہ شہر ہو یا بیابان ہمیشہ میرے ساتھ ہے۔ پس آپ دہلی سے ہانسی تشریف لے

Marfat.com

گئے۔ چونکہ ہانسی ایک گمنام جگہ تھی آپ کافی عرصہ وہاں مقیم رہے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی ان دنوں بیعت سے مشرف ہوئے۔

وہ خواجہ گنج شکرؒ کے محبوب ترین مرید تھے جب ہانسی میں بھی ہجوم ہونے لگا تو آپ وہاں سے قصبہ کوٹھیوال تشریف لے گئے جو آپ کا آبائی وطن تھا۔ کچھ عرصہ کوٹھیوال میں گوشہ نشین رہے چونکہ یہ جگہ ملتان سے قریب تھی وہاں بھی آپ چھپ نہ سکے۔ لوگوں کی بکثرت آمدورفت سے آپ کا وقت خراب ہوتا تھا۔ اس لئے آپ نے چاہا کہ لاہور تشریف لے جائیں کیونکہ ان دنوں مغلوں نے لوٹ مار کر کے لاہور کو ویران کر دیا تھا۔ غرضیکہ آخری عمر آپ نے اجودھن (پاک پتن شریف) میں گزاری کیونکہ وہ ایک گمنام جگہ تھی اور آپ کے ظاہری و باطنی کمالات پوشیدہ رہ سکتے تھے۔

آپ نے سولہ سال اور ایک روایت کے مطابق چوبیس سال اجودھن میں گزارے۔ لیکن یہ مقام بھی آپ کے وجود مسعود کی وجہ سے قبلۂ ہندوستان و خراسان بن گیا اور روز قیامت تک رہے گا۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے اجودھن میں متعدد عورتوں سے شادی کی اور اولاد پیدا ہوئی۔ آپ نے جامع مسجد کے قریب اقامت اختیار فرمائی۔ آپ کے اہل و عیال اس جگہ رہتے تھے اور آپ اکثر اوقات مسجد میں مشغول رہتے تھے یا جنگل میں کولر کے درختوں کے نیچے عبادت الٰہی میں بیٹھے رہتے تھے۔ اجودھن کی سکونت کے شروع کے ایام میں اہل و عیال کے باوجود آپ جنگلی پھل مثل پیلو اور ڈیلہ کریر جو اس علاقے کے ریگستانوں میں اگتے ہیں پر قناعت فرماتے تھے۔ بلکہ اس قسم کے جنگلی پھل بھی اتنے میسر نہ آتے تھے کہ سیر ہو کر کھائیں۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت گنج شکرؒ کے گھر میں پیلو یا ڈیلہ کریر پیٹ بھر کر

Marfat.com

ملتے تھے وہ ہمارے لئے عید کا دن ہوتا تھا۔

ایک دفعہ خادم نے ایک پیسے کا نمک ادھار لے کر کھانے کے ساتھ رکھ دیا۔ آپ کو روشن ضمیری سے معلوم ہو گیا۔ فرمایا آج اس کھانے سے اسراف (فضول خرچی) کی بو آتی ہے۔ اس لئے میں یہ کھانا نہیں کھا سکتا۔ ایک دن آپ کے حرم نے آکر عرض کیا کہ آپ کا فلاں بیٹا بھوک سے مر گیا ہے فرمایا "مسعود بندہ چہ کند اگر تقدیر حق در آید و اُو از جہان سفر کند رَسنے درپاۓ او بہ بند و بیروں انداز" (مسعود بندہ کیا کرے اگر تقدیر حق آئے اور وہ اس جہان سے سفر کرے' اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر باہر پھینک دو)۔ سبحان اللہ ! کس قدر استقامت اور بلند ہمت تھی۔ بعد میں جبکہ تنگ دستی دور ہوئی اور آپ کے کمالات کی سارے جہان میں شہرت ہو گئی اور ہر طرف سے فتوح آنے لگی تو وہ بھی سب کی سب مجاوروں اور مسافروں کے نصیب ہوتی تھی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ صبح سے لے کر آدھی رات تک لوگ آتے رہتے تھے اور ہر قسم کے کھانے آپ کے لنگر سے انہیں ملتے تھے۔

ہر چاند رات کو لوگ مٹھائی اور نقدی پیش کرتے تھے اور آپ کے سامنے ڈھیر لگ جاتے تھے۔ جو شخص ماہِ نو کی آپ کو مبارکباد دینے آتا آپ اس کے حال کے مطابق کسی کو شیرینی اور کسی کو نقدی تقسیم فرماتے تھے۔ لیکن خود اسی طرح قناعت سے بسر فرماتے تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ آپ صومِ دوام (ہمیشہ کا روزہ) رکھتے تھے اور اکثر شربت سے افطار فرماتے تھے۔ داکھ کے چند دانے پیالے میں ڈال کر شربت بنا لیتے تھے اور آپ کو پیش کرتے تھے۔ جس میں سے نصف یا تہائی آپ حاضرین میں تقسیم فرما دیتے تھے باقی خود نوش فرماتے تھے بلکہ اس سے بھی بچا کر کسی کو عنایت

Marfat.com

کرتے تھے لوگ اس انتظار میں رہتے تھے کہ یہ دولت کسے نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد نماز سے پہلے دو گھی لگائی ہوئی روٹیاں آپ کو پیش کی جاتیں آپ ایک روٹی حاضرین میں تقسیم فرماتے اور ایک خود تناول فرماتے تھے۔ اس میں سے بھی بچا کر کسی کو دے دیتے تھے۔ دونوں روٹیاں ایک سیر آٹے سے کم ہوتی تھیں۔

نوٹ = (معلوم نہیں اس وقت سیر کا وزن کس قدر تھا) شام کی نماز کے بعد آپ مشغول بحق ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد سرخ رنگ کا دسترخوان لگایا جاتا اور ہر قسم کے کھانے رکھے جاتے تھے اور لوگ کھاتے تھے لیکن آپ اس شربت اور افطار کی روٹی کے سوا دسترخوان کو بہت کم ہاتھ لگاتے تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ آپ اکثر نانِ زنبیل کھاتے تھے۔ البتہ افطار کے وقت نانِ زنبیل کے ایک دو ٹکڑوں سے آپ زیادہ نہ لیتے تھے۔ آپ کے ہاں دن میں دو دفعہ زنبیل گھمائی جاتی تھی۔ اکثر اصحاب دن کو زنبیل گھماتے تھے اور رات کو آپ کے دسترخوان پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ سلطان المشائخ بھی ابتدائے حال میں زنبیل گھماتے تھے۔ اس قسم کے مجاہدات کے بعد ان مراتب پر پہنچے ہیں۔

مصرعہ ؎ ہر تنگ حوصلہ شائستہ رسوائی نیست

(ہر کم ہمت رسوائی کے قابل نہیں)

گنج شکرؒ کا ایثار

سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک صاحب دل درویش نے آکر جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ وہ بھوکے تھے۔ خواجہ گنج شکرؒ نے فراست باطن سے معلوم کر لیا۔ آپ فوراً گھر تشریف لے گئے گھر میں

Marfat.com

تھوڑی سی جوار کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ نے چکی پر بیٹھ کر اپنے ہاتھ مبارک سے آٹا بنایا اور روٹی پکا کر ان کے سامنے لے آئے۔ درویش نے کہا یہ جو گھر میں اس کے سوا کچھ نہ تھا اور جس طرح آپ نے آٹا پیسا اور روٹی پکائی میں دیکھ رہا تھا۔ اب آپ جو چاہیں طلب کریں۔ آپ نے اپنے دل کی مراد طلب کی اور حق تعالیٰ کی عنایت اور اس درویش کی برکت سے وہ مراد پوری ہوئی۔ سلطان المشائخؒ اکثر فرمایا کرتے تھے وہ مرادِ فتحِ باب (دروازے کا کھلنا) تھی جو حضرت گنج شکرؒ کو بہت تحمل، مشقت اور تکلیف کے بعد حاصل ہوئی۔

سلطان المشائخؒ نے یہ بھی فرمایا کہ جب ایک درویش صدق و صفا کے ساتھ دوسرے درویش کو کوئی چیز دیتا ہے تو درویش کا دستور یہ ہے کہ وہ درویش بھی اخلاقاً" حتی الوسع خدمت کرتا ہے۔ سلطان المشائخؒ نے یہ بھی فرمایا کہ محمد نام آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص تھا جو بعض امور میں حضرت گنج شکرؒ کا محرم راز تھا۔ ایک دفعہ جمع کے دن مسجد میں وہ خواجہ گنج شکرؒ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

نماز میں معراج ہوا

وہ تھوڑی دیر کے بعد بے ہوش ہو گیا آپ نے پوچھا کیا ہوا اور پھر خود فرمایا کہ اس وقت نماز میں مجھے معراج نصیب ہوا اور تجھے بھی درویشوں کی نعمت سے حصہ مل گیا۔حدیث نبویؐ "الصلوٰۃ معراج المؤمنین" (نماز مومنین کا معراج ہے)۔ اسی راز کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن اجودھن کا قاضی فقیہ حضرت خواجہ سے سختی سے پیش آیا کیونکہ آپ کے بعض احوال اس کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ چنانچہ اس نے آپ کے خلاف محضر قائم کیا اور چند روز کے اندر خود مع خانماں نیست و نابود ہو گیا اور اس کے گھر میں

Marfat.com

ایک بشر سلامت نہ رہا۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ سلطان المشائخؒ کو بھی مرض الموت کے وقت معراج ہوا تھا اور آپ نے اسی حال میں جان بحق تسلیم کی۔ سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت گنج شکرؒ سے رخصت ہو کر دہلی آیا اور آپ کا عطا کردہ خرقہ اور گلیم پہنے جامع مسجد میں جا رہا تھا تو شرف الدین (شاید قاضی کا نام ہے) نے مجھے طلب کر کے کیفیت دریافت کی۔ میں نے اسے بیعت اور حصول خرقہ کا حال سنایا۔ یہ سنتے ہی وہ جل بھن گیا اور حضرت خواجہ کے حق میں نامناسب الفاظ استعمال کئے اور مجھے بھی سخت سست کہا۔ اگرچہ مجھے جواب دینے کی قوت تھی لیکن میں نے تحمل کیا۔ جب میں دوسری بار حضرت خواجہ کی خدمت میں اجودھن حاضر ہوا تو سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور میرے تحمل کی بہت تعریف فرمائی۔ غلبہ حال میں آپ کی زبان مبارک سے ایسے الفاظ نکلے کہ میں نے سمجھ لیا کہ اب شرف الدین گیا۔ جب میں دہلی واپس آیا تو معلوم ہوا کہ شرف الدین وہاں نہ تھا۔ سلطان المشائخؒ نے یہ بھی فرمایا کہ یوسف ہانسوی دیرینہ دوست تھے۔ ایک دفعہ جب وہ سفر سے واپس آئے تو حضرت گنج شکرؒ نے پوچھا کہ اس سفر میں تم نے کس کس بزرگ کی زیارت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں بزرگ اس طرح مشغول ہے اور فلاں اس طرح مجاہدات کر رہا ہے۔ یہ سن کر آپ کے دل میں رغبت پیدا ہوئی کہ انہیں دیکھنا چاہئے۔ آپ وضو کرنے کے لئے اٹھے لیکن جلدی واپس تشریف لائے۔ یوسف نے پوچھا کہ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا تم نے جو بعض مشائخ کی تعریف کی تھی میرے دل میں ان کو ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے جا کر سب کو دیکھا سب نے دوکان داری کر رکھی ہے اور روزی کی خاطر پیر بنے ہوئے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ کی انگلی پر

Marfat.com

سانپ نے ڈس لیا۔ لیکن آپ مشغول بحق رہے غلبہ مشغولی میں آپ کے جسم مبارک سے پسینہ جاری ہو گیا اور سانپ کے زہر نے بالکل اثر نہ کیا۔ سلطان المشائخؒ کو بھی اجودھن جاتے ہوئے راستے میں سانپ نے ڈسا تھا۔ لیکن حضرت گنج شکرؒ کی نظر شفقت سے صحت یاب ہوئے۔ "سیرالاولیاء" میں لکھا ہے کہ جب سلطان ناصر الدین بن سلطان التمش نے اوچ اور ملتان کی طرف لشکر کشی کی تو حضرت گنج شکرؒ کی زیارت کے لئے اجودھن گیا۔ زیارت کے بعد اس نے عصر کے وقت چار آباد دیہات کا پروانہ اور نقد رقم غیاث الدین بلبن کے ذریعہ حضرت گنج شکرؒ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے رقم لے کر فقراء میں تقسیم کر دی اور گاؤں قبول نہ کئے یہ فرماتے ہوئے کہ اس کے طالب بہت ہیں یہ ان کو دو۔ غیاث الدین بلبن کے دل میں خیال آیا کہ بادشاہ کا کوئی لڑکا نہیں ہے کیا خوب ہو کہ حضرت کی توجہ سے اس کے بعد دہلی کی سلطنت مجھے مل جائے۔ آپ کو نور باطن سے معلوم ہو گیا۔ آپ نے یہ بیت پڑھے۔

فریدوں فرخ فرشتہ نہ بود
زعود و عنبر سرشتہ نہ بود

زداد و دہش یافتہ نیکوئی
تو داد و دہش کن فریدوں توئی

(فریدوں فرخ شاہ ایران نہ کوئی فرشتہ تھا۔ نہ عود و عنبر جیسی خوشبو اس کے جسم پر ملی ہوئی تھی۔ سخاوت سے اسے شہرت ملی۔ تو بھی سخاوت کر تو ہی فریدوں ہے)۔

پس جب سلطان ناصر الدین نے وفات پائی تو غیاث الدین بلبن اس

Marfat.com

کی جگہ تخت پر بیٹھے۔ ایک دفعہ ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے کچھ دے کر رخصت کر دیا۔ جب وہ درویش اٹھا تو دیکھا کہ آپ کی جائے نماز پر کنگھی پڑی ہے۔ اس نے کہا یا شیخ اگر یہ کنگھی مجھے عنایت کریں تو میرے لئے موجب خیر و برکت ہو گی۔ آپ نے فرمایا ہم نے تجھے اور تیری برکات کو دریا میں غرق کیا ہے جب وہ رخصت ہو کر باہر آیا تو غسل کی خاطر دریا پر گیا اور وہیں غرق ہو گیا۔ ایک دن سات درویش آپ کی خدمت میں آئے اور یہ کہہ کر جانے لگے کہ ہم نے سارا جہان دیکھا ہے لیکن کوئی درویش نظر نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھو ہم تمہیں درویش دکھائیں گے لیکن انہوں نے کچھ پروا نہ کی اور جانے لگے۔ آپ نے فرمایا دیکھ لو گے۔ پس جب وہ اجودھن سے باہر گئے تو ایسی بادِ سموم (زہریلی ہوا) کا شکار ہوئے کہ جاں بر نہ ہو سکے۔

پروانہ ازاں سوخت کہ با شمع در افتاد
با سوختگاں ہر کہ در افتاد برافتاد

(پروانہ اس لئے جل گیا کہ اس نے شمع کے ساتھ گستاخی کی۔ جس نے دل جلوں سے گستاخی کی ختم ہو گیا)۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت گنج شکرؒ کی داڑھی کا بال گر گیا۔ میں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو اس بال کو تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھوں۔ آپ نے فرمایا "اسی طرح ہو گا" جب میں دہلی آیا تو جو شخص میرے پاس تعویذ لینے کے لئے آیا میں وہی تعویذ اسے اس شرط پر دیتا تھا کہ کام ہو جانے کے بعد واپس دے گا۔ اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔ جب کسی کا کام ہونے کے قابل نہ ہوتا تو میں جس قدر کوشش کرتا تعویذ نہ ملتا

Marfat.com

تھا۔ پس سمجھ جاتا تھا کہ وہ مرض قابل علاج نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب ایک بال کی اس قدر عظمت اور کرامت ہے تو اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہو سکتی ہے ۔

جائے کہ کس است حرفے بس است
(دانا کے لئے اشارہ کافی ہے)

اولیاءِ امّت میں حضرت گنج شکرؒ کی خصوصی شان

حضرت شیخ محمد غوث قدس سرہٗ اورادِ غوثی میں اپنے بعض مکاشفات کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت میں مشغول تھا کہ یکایک آواز آئی کہ حضوری اور معموری کا وقت ہے باہر آؤ۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان دریا سامنے ہے اور تمام خلقت اس دریا کی طرف جا رہی ہے دریا کے اندر کافی بلندی پر ایک مرضع تخت بچھا ہوا ہے۔ تخت کے سامنے ایک جمالی صورت اور ایک جلالی صورت متجلی ہے اور ایک باوقار شخص اس تخت پر بیٹھا اس مقام کی محافظت کر رہا ہے۔ تمام خلقت دریا تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس جگہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں چند عزیز جنہیں میں نہیں پہچانتا تھا نصف راہ تک پہنچ گئے ہیں۔ میں ان پر سبقت کر کے اس تخت تک پہنچ گیا۔ جو شخص تخت کا محافظ تھا اس نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور مجھے اپنا پیراہن عطا کیا اور دو طبق فیضِ جمال سے اور تین طبق فیضِ جلال سے میرے سر پر ڈالے۔ جب میں نے زیادہ طلب کیا تو فرمایا یہی کچھ تیری قسمت میں تھا اس کے بعد میں نے التماس کیا کہ حضور والا کا نام کیا ہے۔ فرمایا مجھے فریدالدین گنج شکر کہتے ہیں۔ میں نے سر آپ کے قدموں پر رکھ کر درخواست کی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ فرمایا یہ دریائے ہستی

Marfat.com

ہے اور یہ حضرت رب العالمین کا تخت ہے اور یہ صورتیں شانِ جمال اور شانِ جلال ظاہر کرتی ہیں۔ ہر نبی اور ولی جو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے اس نعمت کے فیض سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا حضور والا اکیلے اس مقام کے محافظ ہیں۔ فرمایا ہم چار آدمی ہیں ایک خواجہ بایزید بسطامی دوسرے خواجہ جنید بغدادی تیسرے خواجہ ذوالنون مصری اور چوتھا یہ درویش فرید الدین گنج شکرؒ۔ ہم چاروں آدمی باری باری سے اس مقام کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ جس شخص کو اس مقام تک پہنچاتا ہے ہم میں سے جس شخص کی باری ہوتی ہے وہ اپنا پیراہن اسے عطا کرتا ہے اور اس کی استعداد کے مطابق اسے حق تعالیٰ کے حکم سے فیضِ جمال و جلال پہنچاتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا آپ حضرت کی پیدائش تو امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی ہے اس قدیم مقام کی محافظت پہلے کس طرح ہوا کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا ہماری حقیقت ہمیشہ سے اس مقام سے تعلق رکھتی ہے۔ لہٰذا اس خاکی جسم کے ظہور سے پہلے اور بعد کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کے کمالات کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو کیا مرتبہ عطا کیا ہے۔ فہم من فہم (سمجھا جو سمجھا)۔ صاحبِ "سیرالاولیاء" نے حضرت گنج شکرؒ کے اکثر ملفوظات جمع کئے ہیں جن میں سے چند کلمات اس جگہ بیان کئے جاتے ہیں۔

ملفوظات خواجہ گنج شکرؒ

آپ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے ساتھ بنا کر رکھنی چاہئے کیونکہ وہ دینے والا ہے اور سب لیتے ہیں۔ جب وہ دینے والا ہے تو کوئی شخص از خود

Marfat.com

حق تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ (۲) نادان کو زندہ مت خیال کر' اور دانا نما نادان سے پرہیز کر' (۳) ہر شخص کی روٹی نہ کھا لیکن ہر شخص کو روٹی دے (۴) اہل کو کبھی فراموش نہ کر (۵) قیاس سے بات نہ کر (بلکہ یقین سے بات کر) (۶) اپنے دل کو شیطان کا بازیچہ نہ بنا۔ (۷) اپنے باطن کو ظاہر سے بہتر جان اور ظاہری آرائش ترک کر (۸) اپنے آپ کو حصول جاہ کے لئے بے قدر نہ کر اور اپنے اسلاف کو یاد رکھ (۹) ہر روز نئی دولت کی طلب میں رہ یعنی روحانی دولت (۱۰) جو چیز اچھی لگے اسے فوراً ترک کر دے۔ اور نفس سے صلح نہ کر (۱۱) کسی دشمن سے بے خوف نہ رہ اگرچہ وہ تم سے کتنا خوش کیوں نہ ہو۔ (۱۲) جو شخص تجھ سے ڈرتا ہے تو اس سے ڈر (۱۳) اپنی توانائی یعنی طاقت پر تکیہ نہ کر (۱۴) شہوت کے وقت اپنے نفس کو سب وقتوں سے زیادہ قبضہ میں رکھ (۱۵) جب تو اہلِ دولت کے ساتھ بیٹھے تو دین کو نہ بھول (۱۶) عزت و حشمت' عدالت اور انصاف میں ہے (۱۷) تونگری میں بلند ہمت ہو جا (۱۸) سخاوت کو صحیح بات کے عوض دے دے یعنی خود کو درمیان میں نہ دیکھ (۱۹) جب حق تعالیٰ سے تجھے کوئی زحمت پیش آئے تو اس سے نہ بھاگ (۲۰) دشمن کو عقل مندی سے دور کر اور دوست کو تواضع سے غلام بنا (۲۱) اپنے عیب سے اندھا نہ ہو (۲۲) دشمن کی تلخ بات سے پریشان نہ ہو (۲۳) اگر ساری خلقت کو اپنا دشمن بنانا چاہتا ہے تو متکبر بن جا (۲۴) اگر آسودگی چاہتا ہے تو حسد نہ کر (۲۵) ہمیشہ اس بات کی کوشش کر کہ موت میں زندہ ہو جائے۔

"سیرالاولیاء" میں لکھا ہے کہ کسی نے حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ آپ حضرت گنج شکرؒ کے وصال کے وقت حاضر تھے آپ نے

Marfat.com

آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ آپ نے مجھے ماہ شوال میں دہلی روانہ کیا اور آپ کا وصال پانچ محرم کو ہوا۔ لیکن رحلت کے وقت آپ نے مجھے یاد فرمایا اور فرمایا کہ فلاں یعنی سلطان المشائخؒ دہلی میں ہے میں بھی خواجہ قطب الاسلامؒ کے وصال کے وقت حاضر نہ تھا۔ بلکہ ہانسی میں تھا۔ پس آپ نے جو خرقہ خلافت خواجہ قطب الاسلامؒ سے حاصل کیا تھا۔ اسے شیخ بدرالدین اسحاقؒ کے حوالہ کر کے فرمایا کہ یہ امانت مولانا نظام الدین بدایونی کو پہنچا دینا۔

سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ محرم کی رات آپ پر بیماری کا غلبہ زیادہ ہو گیا آپ نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو دریافت کیا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھی ہے لوگوں نے کہا جی ہاں' آپ نے فرمایا ایک دفعہ اور پڑھ لوں تو کیا ہوا۔ اس طرح آپ نے تین دفعہ نمازِ عشاء ادا کی۔ اس کے بعد **یاحی یاقیوم** کہتے ہوئے مشاہدہ حق میں جان تسلیم کر دی۔ آپ کی وفات سہ شنبہ کے دن پانچویں ماہ محرم کو ۶۶۸ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۶۶۹ھ میں سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں ہوئی۔ آپ کی عمر شریف پچانوے سال تھی خواجہ قطب الاسلامؒ کے وصال کے بعد پینتیس (۳۵) سال قید حیات میں رہے اور قصبہ پٹن عرف اجودھن صوبہ پنجاب میں دفن ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

اولاد

"سیرالاولیاء" میں لکھا ہے کہ آپ کے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ اور پوتے اور نواسے بہت تھے جو دنیا کے شرق و غرب میں پھیل چکے ہیں اور گوشہ گوشہ کو اپنے قدموں سے منور کیا ہے۔ ان سب کے حالات

Marfat.com

"سیرالاولیاء" میں مذکور ہیں۔ آپ کے بڑے صاحب زادے کا نام نصیرالدین تھا جو جمیع اخلاقِ حسنہ سے مزیّن تھے۔ آپ نے عبادت الٰہی اور لقمۂ حلال کے لئے زراعت کا پیشہ اختیار کیا۔ اور رضائے حق میں عمر گزار دی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ دوسرے صاحب زادے کا نام شیخ شہاب الدین تھا جو علم و فضل سے آراستہ تھے اور اکثر اوقات اپنے والد بزرگوار کے ساتھ بسر کرتے تھے۔

سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ میرے اور شیخ شہاب الدین کے درمیان بڑی محبت تھی۔ ایک دن مجھ سے بلاقصد حضرت گنج شکرؒ سے گستاخی ہو گئی۔ میں نے ان کے ذریعہ عرض کر کے خطا معاف کرائی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ کے تیسرے صاجزادے بدرالدین سلیمان تھے جو علم و تقویٰ میں مشہور اور مشائخِ کبار کی صفات سے موصوف تھے۔ حضرت گنج شکرؒ کے وصال کے بعد آپ اپنے بھائیوں اور دیگر مریدین کے اتفاق رائے سے مسند نشین ہوئے اور اس مقام کو نورِ حضور سے منور فرمایا۔

آپ کو حضرت خواجہ نے اپنی موجودگی میں خلفائے چشت کا مرید کیا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ خواجہ قطب الدین چشتی ابھی خورد سال تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا لوگوں نے چاہا کہ ان کو اپنے والد کے سجادہ پر بٹھائیں۔ لیکن بزرگان چشت اور دیگر رشتہ داروں نے کہا کہ خواجہ قطب الدین کے چچا خواجہ علی چشتی جو مسند کے وارث دہلی میں موجود ہیں ان سے دریافت کرنا چاہئے کہ کیا فرماتے ہیں۔ اس کام کے لئے لوگوں نے سلسلہ چشتیہ کے دو بزرگان صاحبِ نعمت خواجہ زوّر اور خواجہ غوّر کو خواجہ علی چشتی کی خدمت میں دہلی روانہ کیا۔ جب یہ بزرگان اجودھن تشریف لائے تو حضرت گنج شکرؒ نے ان کا استقبال کیا اور نہایت عزت و تکریم کے ساتھ اپنے گھر پر لے آئے اور ان کی مہمان نوازی کی۔ اسی موقعہ پر آپ نے اپنے

Marfat.com

دونوں لڑکوں یعنی شیخ شہاب الدین اور شیخ بدرالدین سلیمان کو ان کا مرید کیا۔ جب یہ بزرگ دہلی پہنچے تو خواجہ علی چشتی نے ان کے ساتھ چشت جانے کا ارادہ کیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین بلبن خواجہ علی چشتی کا مرید تھا اس نے ہزار منت و سماجت کر کے خواجہ علی کو چشت جانے سے روک دیا۔ خواجہ علی نے بزرگانِ چشت کو ایک خط لکھا کہ میں نے جو نعمت اپنے والد اور چچوں سے حاصل کی تھی میں نے اپنے برادر زادہ خواجہ قطب الدین کو بخشی اور سجادہ چشت ان کے حوالہ کیا۔ خواجہ زوّر اور خواجہ غوّر یہ خط لے کر چشت روانہ ہوئے اور خواجہ قطب الدین کو بالاتفاق سجادہ نشینِ چشت بنایا گیا۔ خواجہ علی چشتی دہلی میں رہے۔ ان کا مزار بھی دہلی میں ہے۔ جب شیخ بدرالدین سلیمان کا وصال ہوا تو حضرت گنج شکرؒ کے مقبرہ مبارک کے اندر دفن کیا گیا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ کے چوتھے صاحبزادہ شیخ نظام الدین تھے۔ سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ حضرت گنج شکرؒ ان کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے چنانچہ وہ آپ سے گستاخی بھی کرتے تھے لیکن آپ سن کر تبسم فرماتے تھے اور غصے نہیں ہوتے تھے۔ آپ بادشاہ کی فوج میں ملازم تھے اور اس طرح رزق حلال کماتے تھے۔ آپ سجادہ اور جوانمردی میں بےنظیر تھے آپ بڑے صاحبِ فراست تھے۔ چنانچہ آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ حضرت گنج شکرؒ کے وصال کے وقت آپ سلطان غیاث الدین بلبن کے ہمراہ قصبہ بیتالی میں تھے۔ رات کو خواب دیکھا کہ حضرت گنج شکرؒ انہیں اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ آپ رخصت حاصل کر کے اجودھن کی طرف روانہ ہو گئے اور جس رات خواجہ گنج شکرؒ کا اجودھن میں وصال ہوا اسی رات کو آپ اجودھن پہنچ گئے۔ لیکن چونکہ قلعہ کے دروازے بند تھے آپ نے رات باہر بسر کی۔ حضرت خواجہ نے اسی رات کئی دفعہ فرمایا کہ نظام الدین آیا ہے لیکن

Marfat.com

افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔ صبح کے وقت جب قلعہ کے دروازہ پر پہنچے تو اندر سے حضرت خواجہ کا جنازہ آرہا تھا۔ آپ نے بھائیوں سے دریافت کیا کہ کہاں لے جارہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ قلعہ سے باہر مقبرہ شہداء میں دفن کرنے جا رہے ہیں کیونکہ آپ اکثر وہاں جاکر مشغول ہوا کرتے تھے۔ نیز یہ پر فیض مقام ہے وہاں دفن کرنا مناسب ہے۔ شیخ نظام الدین نے کہا اگر آپ کا مقبرہ وہاں بنایا گیا تو تم لوگ بے قدر ہو جاؤ گے۔ پس نمازِ جنازہ وہاں ادا کر کے شیخ نظام الدین کے مشورے کے مطابق جنازہ قلعہ کے اندر لے آئے اور آپ کے حجرۂ خاص میں دفن کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد کفار نے اجودھن پر حملہ کیا۔ شیخ نظام الدین نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بے شمار کفار کو تہ تیغ کر کے شہید ہو گئے۔ لیکن آپ کی نعش مبارک تلاش کے باوجود نہ مل سکی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ سلطان علاء الدین کے ہمراہ قلعہ رن بھور کے دروازے پر شہید ہوئے اور اب تک آپ کی قبر وہاں مشہور ہے۔ خلقت زیارت کے لئے وہاں جاتی ہے اور فیضیاب ہوتی ہے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ کے پانچویں صاحبزادے کا نام شیخ یعقوب تھا۔ آپ سب سے چھوٹے تھے۔ آپ سخاوت میں بہت مشہور تھے آپ صاحبِ حال اور صاحبِ کرامت تھے۔ لیکن آپ کا طریق ملامتیہ تھا۔ آپ جس طرح لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتے تھے۔ حق تعالیٰ کے سامنے اس کے بالکل برعکس ہوتے تھے۔ آپ کی طبع بہت فیاض اور لطیف تھی۔ آپ اکثر سفر میں رہتے تھے چنانچہ سفر کی حالت میں قصبہ امروہہ جاتے ہوئے مردانِ غیب نے آپ کو اٹھا لیا اور اسی طرح آپ غائب ہو گئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ صاحبِ "سیرالاولیاء" لکھتے ہیں کہ آپ کی بڑی صاحبزادی کا اسم گرامی بی بی مستورہ تھا جو نہایت عابدہ و زاہدہ تھیں اور آخیر دم تک عبادتِ الٰہی میں مشغول رہیں۔

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہا۔ آپ کی دوسری صاحبزادی کا اسم گرامی شریفہ تھا وہ بھی نہایت متقی و پرہیزگار تھیں۔ جوانی میں آپ کے خاوند کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ نے بقیہ ساری عمر عبادت میں گزار دی' عقدِ ثانی نہ کیا۔ حضرت گنج شکرؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر عورت کو خلافت دینا جائز ہوتا تو شریفہ کو خلافت دیتا۔ رحمتہ اللہ علیہا۔ تیسری صاحبزادی کا اسم گرامی فاطمہ تھا آپ کی شادی بدرالدین اسحاقؒ سے ہوئی تھی آپ کے بطنِ مبارک سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ موسیٰ۔ ان دونوں صاحبزادگان کی تربیت حضرت سلطان المشائخؒ کے ہاں ہوئی اور بڑے مراتب پر فائض ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہا۔ شیخ علاء الدین بن شیخ بدرالدین سلیمان بن گنج شکرؒ آپ کے تمام پوتوں اور نواسوں میں ممتاز تھے اور عُلوِ درجات' رفعتِ مقامات اور شدتِ مجاہدات و شوقِ مشاہدات میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ بڑے سخی تھے اور ہمیشہ طہارت ظاہری و باطنی میں کوشاں رہتے تھے چنانچہ ساری عمر آپ نے صومِ دوام میں گزار دی۔ آدھی رات کے بعد جب آپ عبادت سے فارغ ہوتے تھے ایک روٹی گھی لگا کر آپ کے سامنے لاتے تھے آپ اسی سے افطار کرتے تھے لیکن دوسرے لوگوں کے لئے قسم قسم کے کھانے پکواتے تھے۔ ایک دن خواجہ گنج شکرؒ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ خواجہ علاء الدین دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے آئے اور آپ کی چارپائی کا پایہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور کرسی پر بیٹھ کر وضو کرنے لگے۔ آپ کا ایک خادم خاص تھا جس کا نام خواجہ عیسیٰ تھا اور خلوتِ خاص میں خدمت بجا لاتا تھا۔ غرضیکہ خواجہ عیسیٰ نے وضو کرانے کے بعد مصلیٰ سیدھا کیا تاکہ حضرت خواجہ نماز پڑھیں۔ لیکن شیخ علاء الدین آکر مصلیٰ پر بیٹھ گئے۔ خواجہ عیسیٰ انہیں اٹھانے لگا لیکن آپ نے فرمایا بیٹھنے دو۔

Marfat.com

آپ دو قرن (گھنٹے) تک اپنے دادا کے پاس بیٹھے فیض حاصل کرتے رہے۔ آپ سولہ سال کے تھے کہ والد شیخ بدرالدین سلیمان کا وصال ہو گیا۔ اور آپ اپنے دادا بزرگوار کی مسند پر متمکن ہوئے۔ چون (۵۴) سال تک آپ نے سجادہ کا کماحقہٗ حق ادا کیا۔ چنانچہ آپ کی عظمت و کرامت کی شہرت آپ کی زندگی ہی میں سارے جہان میں ہو گئی تھی اور آپ کا اسم گرامی تمام مشائخ عظام میں مشہور ہو گیا۔ آپ نے ساری عمر سوائے جامع مسجد کے گھر سے باہر قدم نہ رکھا اور نہ کبھی بادشاہوں یا امراء کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ اکثر شاہانِ وقت آپ کی زیارت کو آتے تھے لیکن آپ نے اپنے مقام سے ہرگز جنبش نہ کی۔ جب کوئی آپ کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آتا تو آپ اسے حضرت گنج شکرؒ کے روضہ مبارک پر بھیج دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو بابا کے قدموں کی طرف لے جاؤ اور کلاہ دے دو۔ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی آپ کے مریدین میں سے تھا۔ شیخ رکن الدین حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے آپ کا بہت ادب کرتے تھے۔ ایک دن آپ دہلی سے ملتان جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت گنج شکرؒ کی زیارت کے لئے اجودھن پہنچے اور زیارت کے بعد شیخ علاء الدین سے ملے اور کہنے لگے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ہمت عطا فرمائی ہے کہ کوئی شخص آپ کو اپنے مقام سے نہیں ہلا سکتا۔ اور ہمیں قرابتدار لوگ کشاں کشاں لئے پھرتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ رخصت ہو گئے۔

خواجہ شمس الدین سراج تاریخ فیروز شاہی میں لکھتے ہیں کہ جس وقت غیاث الدین تغلق سلطان علاء الدین خلجی کی طرف سے دیپالپور کا حاکم تھا۔ ایک دن شیخ علاء الدین کی زیارت کے لئے اجودھن گیا۔ سلطان محمد اور سلطان فیروز بھی ہمراہ تھے حضرت شیخ نے ساڑھے چار گز کپڑا کرپاس سلطان

Marfat.com

تغلق کو ستائیس گز سلطان محمد کو اور چالیس گز سلطان فیروز کو عنایت فرمایا۔ انہوں نے کپڑے سر پر باندھ لئے۔ اور باہر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا یہ تینوں شخص تاجدار اور سلطان عالی قدر ہوں گے۔ کچھ عرصے کے بعد سلطان علاء الدین خلجی کا جانشین برطرف ہو گیا اور سلطان غیاث الدین تغلق دہلی کا بادشاہ بن گیا۔ چار سال اور چند ماہ سلطنت کرنے کے بعد اس کے بیٹے سلطان محمد نے ستائیس سال حکومت کی اور چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان فیروز بن رجب برادرزادۂ سلطان تغلق دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اور چالیس سال جم کر سلطنت کی۔ سلطان فیروز شاہ آپ کا مرید پاک اعتقاد تھا۔

آپ کے کرامات و فضائل بہت ہیں۔ جب شیخ علاء الدین کا وصال ہوا تو آپ کو حضرت گنج شکرؒ کے مزار کے قریب دفن کیا گیا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے آپ کے مزار پر عالی شان مقبرہ تعمیر کرایا۔ لیکن لوگوں نے غلبہ اعتقاد کی وجہ سے اجودھن اور دیپالپور اور کشمیر کے علاقے میں قبریں بنا کر مشہور کر دیا ہے کہ یہ شیخ علاء الدین کا مزار ہے۔ لوگ ہر جگہ زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک میں بھی لوگوں نے اکثر مقامات پر سالار مسعود غازی مقابر بنا لئے ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

Marfat.com

حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہ

آں آفتابِ عشقِ ولایت ، آں گنجینۂ نورِ ہدایت
آں خوکردہ بہ مقامِ تفرید ، آں مستقیم گشتہ بفضائے توحید

آں موصوف بہ اوصاف اسمِ قادر، قطبِ ابدال شیخ علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں سے تھے جن کا سلسلہ نسب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے محبوب ترین خلیفہ تھے اور مرید ہونے میں اکثر احباب سے سابق تھے۔ صاحب "اخبارالاخیار" کے قول کے مطابق آپ حضرت شیخ کے داماد بھی تھے۔ آپ زمرہ بے باکان میں سے تھے اور شانِ عظیم رکھتے تھے۔ حال بلند اور ہمت قوی رکھتے تھے۔ غلبۂ استغراقِ ذاتِ مطلق کی وجہ سے آپ ہرگز دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتے تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مئے حرفِ وحدت کسے نوش کرد
کہ دنیا و عقبٰی فراموش کرد

(ترجمہ) جس نے وحدت کا پیالہ پیا۔ دنیا و عقبٰی بھول گیا۔

Marfat.com

آپ ابتدائے سلوک سے اس قدر ریاضات و مجاہدات اور ترک و تجرید پر عمل پیرا ہوئے کہ احباب آپ کی صحبت کی تاب نہ لا سکے۔ **السلامت فی الوحدت ولآفت بین الاثنین** "سلامتی تنہائی میں ہے اور آفت دو کے درمیان ہے" کے مطابق آپ ہمیشہ اکیلے رہتے تھے آپ تمام صوری و معنوی قیود سے آزاد و بے نیاز تھے۔ آپ افراد کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ نفس قاطع رکھتے تھے اور جو کچھ منہ سے نکالتے تھے فوراً ہو جاتا تھا۔

آپ قلبِ اسرائیل پر تھے اور ولایت موسوی رکھتے تھے۔ صلوٰۃ اللہ علیہ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اندر غلبہ شوق و عشق اور غیرت فراوان تھا۔ آپ کے حالات شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کے حالات سے بہت مناسبت رکھتے ہیں۔ صاحب "لطائف اشرفی" فرماتے ہیں کہ شیخ نجم الدین کبریٰ ولایت موسوی پر تھے۔ صلوٰۃ اللہ علیہ۔ اور مشائخ عظام کے درمیان یہ امر مسلم ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کی ولایت پر ہوتا ہے۔

حدیث مبارک ہے : **العلماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل**
کا اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔ جس قدر تصرفاتِ جلال شیخ علی صابرؒ سے ظاہر ہوئے ہیں خاندان چشتیہ کے کسی بزرگ سے ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔ آپ یگانۂ روزگار اور بینظیر وقت تھے۔ اس پاک سلسلے کے بزرگان سے متواتر منقول ہے کہ حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت عطا کر کے سلطان المشائخؒ سے پہلے دہلی بھیجا کہ وہاں سکونت اختیار کرو۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس معاملہ میں حضرت شیخ نے آپ کو اختیار دیا کہ کس مقام پر رہنا پسند کرتے ہو۔ شیخ علی صابرؒ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو دہلی

Marfat.com

میں رہوں گا۔ پس آپ نے اجازت نامہ لکھ کر دیا اور فرمایا کہ پہلے اسے شیخ جمال الدین ہانسوی کو دکھاؤ اس کے بعد دہلی جانا۔ جب آپ ہانسی پہنچے تو اجازت نامہ ان کو دے کر درخواست کی کہ ابھی مجھے رخصت کیجئے۔ شیخ جمال الدینؒ نے فرمایا کہ اس قدر جلدی کیا ہے۔ دہلی کے صاحب ولایت کے لئے تو بہت بردباری کی ضرورت ہے آپ ایک ساعت بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ کام کس طرح سرانجام ہو گا۔ شیخ علی احمد صابرؒ نے غلبۂ استغناء سے بے نیازانہ جواب دیا جس سے شیخ جمال الدینؒ کے دل میں باوجود اپنے جمال کے غیرتِ بشری کارفرما ہوئی اور عنان صبر چھوڑتے ہوئے آپ نے اجازت نامہ پھاڑ دیا۔ شیخ علی صابرؒ جو عین مظہر جلال تھے کس طرح تاب لا سکتے تھے' فوراً" بول اٹھے کہ "من سلسلہ ترا بریدم کہ ہرگز از تو سلسلہ مشائخ جاری نشود" (میں نے تمہارا سلسلہ کاٹ دیا اور تجھ سے ہرگز سلسلہ مشائخ جاری نہ ہوگا) آخر یہی ہوا کہ شیخ جمال الدینؒ کا لڑکا جو بڑا دانشمند اور لائق سجادہ تھا ان ہی ایام میں دیوانہ ہو گیا اور اس کام کا نہ رہا۔ ان کا چھوٹا لڑکا برہان الدین اپنے والدؒ کی آخر عمر میں موجود تھا۔ شیخ جمال الدین نے بہت چاہا کہ اسے مرید کر کے وصیت کے ذریعے بیعت کی اجازت دیں لیکن شیخ کی زبان جاری نہیں ہوتی تھی۔ دوسری باتیں کرتے تھے لیکن شیخ برہان الدین کے حق میں وصیت کرنا میسر نہیں آتا تھا۔ اسی وجہ سے شیخ جمال الدینؒ کا سلسلہ مشائخ ختم ہو گیا۔ آپ کی وفات کے بعد شیخ برہان الدین کو بھی آخر وقت یہی معاملہ درپیش ہوا۔ اس لئے ان کے لڑکے شیخ قطب الدین منور نے سلطان المشائخؒ سے بیعت کر لی۔ جن کا ذکر آگے آئے گا۔

الغرض شیخ علی صابرؒ ہانسی سے واپس ہو کر حضرت گنج شکرؒ کی خدمت میں پہنچے اور واقعہ حال بیان کیا۔ حضرت شیخ کو شیخ جمال الدینؒ کی گستاخی پسند

Marfat.com

نہ آئی اور شیخ علی صابرؒ کے حق میں بہت مہربانی فرمائی اور فرمایا کہ وہ پھاڑا ہوا کاغذ تو اب نہیں سیا جا سکتا۔ لیکن میں تمہیں اس سے بہتر اجازت نامہ دیتا ہوں۔ خاطر جمع رکھو اور دل تنگ نہ ہو۔ چند روز کے بعد اپنے دست مبارک سے اجازت نامہ لکھ کر عنایت فرمایا اور قصبہ کلیر کا صاحب ولایت بنایا اور وہاں جانے کا حکم فرمایا۔ قصبہ کلیر دامن کوہ میں واقع تھا اس کی آب و ہوا نہایت معتدل تھی اور اس وقت بہت آباد تھا۔ جب آپ نے کلیر میں سکونت اختیار کی تو وہاں کے علمائے ظاہر اور بعض مشائخ نے آپ کا انکار کیا۔ اس وجہ سے کہ آپ قلندر مشرب تھے اور آپ کے ہاں ابدال کا گزر رہتا تھا۔ آپ باطنی آرائش میں اس قدر مستغرق تھے کہ آراستگئ ظاہر کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے تھے قولہٗ تعالیٰ **ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون** "اولیاء اللہ وہ ہیں جن کو نہ خوف ہے نہ غم" کا اشارہ اسی طرف ہے اور ہر عہد کے اکثر قطب ابدال کا یہی دستور تھا جیسا کہ شیخ شمس الدین تبریزیؒ اور شیخ فخرالدین عراقیؒ کے حالات سے ظاہر ہے۔ الغرض شیخ علی صابرؒ کے اصحاب بھی بہت بے باکی سے کام لیتے تھے وہ یا تو لوگوں کی نظروں میں اسی طرح رہنے کی کوشش کرتے تھے یا اسی حال میں رہنے پر مامور تھے کیونکہ صوفی کو اپنے مقام پر اس قدر ذوق و مشاہدہ اور حال نصیب ہوتا ہے کہ ان کی بصیرت کے آگے لوگوں کی مدح و قدح کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ اگر کوئی صوفی کوتاہ ہمتی سے خلق کی جانب نظر کرتا ہے تو اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ جب تک سالک کے دل میں ذرہ بھر رعایت خلق باقی ہے اسے مقام معرفت تک رسائی نہیں ہوتی۔ بس اس معاملہ میں صوفیائے اہل صفا کا مذہب یہ ہے کہ یہ لوگ وارث انبیاء ہیں صلوٰۃ علیھم۔ اور انبیاء معصیت سے پاک ہیں اس وجہ سے کہ ان کے

Marfat.com

تمام اقوال و افعال وحی کے مطابق ہوتے ہیں اور خود درمیان سے اٹھ جاتے ہیں صوفیاء کرام بھی حق سبحانہٗ تعالیٰ کے قول **یفعل اللّٰہ مایشاء و یحکم مایرید** کے مطابق ذات مطلق میں اس قدر مستغرق ہوتے ہیں کہ کسی ظاہری و باطنی معاملے میں ان سے اس حال کے مخالف کوئی فعل سرزد نہیں ہوتا۔ اس مقام کی وجہ سے صوفیا کو معصیت سے معصوم سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام موجودات میں مطلوب حقیقی کے متلاشی ہوتے ہیں۔ کسی بزرگ نے خوب لکھا ہے ۔

چو باد صبا در بدر کوبکو
طلبگارِ ادیم طلبگارِ او

" باد صبا کی طرح ہم در بدر کوبہ بکوچہ دوست کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں"۔ پس اس قوم پر جو شخص اعتراض کرتا ہے حسد اور اندھے پن سے کرتا ہے۔ غرضیکہ جب شیخ علی صابرؒ کی بہت شہرت ہوئی اور لوگ آپ کے بے حد معتقد ہو گئے تو وہاں کے علماء اور مشائخ کے دل میں حسد پیدا ہو گیا اور متفق ہو کر یہ منصوبے بنانے لگے کہ کسی طرح آپ کو نقصان پہنچائیں۔ لیکن آپ کے رعب و جلال اور ظہور کرامات کی وجہ سے دم نہیں مار سکتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اصحاب ۔یت نماز جمعہ پڑھنے کے لئے کافی پہلے جامع مسجد تشریف لے گئے اور ممبر کے پاس جا کر بیٹھ گئے لیکن بدقسمتی سے وہاں کے علماء و مشائخ کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو سختی سے کہنے لگے کہ یہاں سے اٹھو اور کسی دوسری جگہ جا کر بیٹھو۔ آپ کے اصحاب نے نہایت اخلاق سے کہا کہ جگہ خالی تھی ہم آکر بیٹھ گئے۔ ہمیں معذور رکھو۔ لیکن انہوں نے ایک نہ مانی اور کہتے رہے کہ یہ ہمارے آباؤ اجداد کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ ہم تمہیں ہرگز یہاں نہیں بیٹھنے دیں گے۔ جب

Marfat.com

بات بڑھ گئی تو حضرت شیخ صابرؒ نے مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ اس ملک کا صاحب ولایت اس مقام پر بیٹھنے کا تم سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سن کر اس ناعاقبت اندیش جماعت نے غلو سے کام لیتے ہوئے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے معلوم ہو کہ آپ صاحب ولایت ہیں۔ اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اس سے حضرت شیخ کی غیرت میں جو مظہر جلال تھی جوش آیا اور ایک حالت خاص میں آپ مسجد سے باہر آکر فرمانے لگے کہ دلیل یہ ہے کہ تم اسی وقت ختم ہو جاؤ گے۔ آپ نے یہ کلمات منہ مبارک سے نکالے ہی تھے کہ ایک دم مسجد گر پڑی اور کئی ہزار آدمی اس کے نیچے دب کر مر گئے جن میں سے کم و بیش چار سو علماء و مشائخ تھے۔ اس سے سارا شہر ماتم کدہ بن گیا اور شہر کے باقی ماندہ لوگ حاضر ہو کر معافی مانگنے لگے۔ آپؒ نے غلبہ حال میں فرمایا کہ ابھی کچھ نہیں ہوا میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی تھی جو منظور بھی ہو ئی ہے کہ اس شہر کا ایک شخص بھی زندہ نہ رہے اور اس کے بعد یہ شہر بھی آباد نہ ہو کیونکہ میرے نزدیک اس گھر کی ویرانی آبادی ہے۔ کسی بزرگ نے خوب کہا ہے۔

منزلہائے توشد سینہ ویران من
لاجرم باشد ہمیشہ گنج در ویرانہ

" میرا ویران دل تیری منزل گاہ بن گیا ہے۔ اس وجہ سے کہ خزانہ ہمیشہ ویرانے میں ہوتا ہے۔" پس جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا چند یوم میں پورا ہو گیا اور اسی طرح ہوا۔ چنانچہ قصبہ مذکور آج تک ویران پڑا ہے اور اس مسجد کے پتھر اب تک وہاں بکھرے پڑے ہیں۔ بعض سلاطین دہلی نے ہر چند کوشش کی کہ قصبہ کلیر کو از سرنو آباد کریں۔ لیکن آپ کی ولایت کے تصرف کی وجہ سے یہ بات میسر نہ آئی۔ غرضیکہ کرامات کا آپ

Marfat.com

سے اس قدر ظہور ہوا کہ ان کو دائرہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

"جائیکہ کہ کس است حرفے بس است"

روایت میں آیا ہے کہ اس ویرانے میں گردونواح کے لوگ اس کثرت سے آپ کی خدمت میں روزانہ حاضر ہوتے تھے کہ آبادی میں اتنے لوگ نہیں آتے ہوں گے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو اس قدر تصرف عنایت فرمایا تھا کہ مشائخ وقت حسرت کرتے تھے۔ اس وقت بھی جب تیرہ ماہ ربیع الاول کو آپ کا عرس ہوتا ہے تو ہر طرف سے ہزاروں' لاکھوں آدمی آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور تین دن تک طعامِ وافر تقسیم کرتے ہیں ؎

زندہ آنست کہ جانے دروست
اوست کہ از عشق نشانے دروست

"زندہ وہ ہے جس کے اندر جان ہے۔ یعنی وہ جس کے اندر عشق کا نشان ہے۔"

صاحب "سیر الاولیاء" نے جہاں حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کے حالات لکھے ہیں حضرت شیخ صابرؒ کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے کہ ایک بڑے درویش اور صاحب نعمت تھے جن کو شیخ علی صابرؒ کہتے ہیں۔ آپ بڑے ثابت قدم اور بلند ہمت تھے' آپ قصبہ کلیر کے رہنے والے تھے۔ گنج شکرؒ سے رشتہ رکھتے تھے۔ انہیں حضرت گنج شکرؒ سے اجازت بیعت تھی۔ جس وقت حضرت گنج شکرؒ کسی کو رخصت کرتے تھے تو اسے نصیحت خاص کرتے تھے اور کچھ دیر اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ لیکن جب شیخ صابرؒ نے عرض کیا کہ بندہ کے حق میں کیا فرمان ہے تو حضرت گنج شکرؒ نے ان کے متعلق ہندی زبان میں فرمایا کہ "بھوگھا خواہی کرد" یعنی مزے کرو گے اور زندگی راحت سے گزرے گی۔ پس

Marfat.com

آخر عمر تک آپ کی زندگی راحت سے گزری۔ آپ بڑے خوش باش اور کشادہ پیشانی تھے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

" سیرالاولیاء " جو کہ ایک معتبر کتاب ہے اور سلسلہ چشتیہ کا دستورالعمل ہے کی یہ عبارت مجھے بہت پسند آئی ہے۔ کیونکہ ان جامع کلمات میں حضرت گنج شکرؒ نے آپ کے حق میں جن نعمتوں کا اشارہ فرمایا ہے ان کی شرح کے لئے کئی دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اگر لفظ "بھوگھا" سے دنیا و آخرت کی راحتیں مراد ہیں تو بھی درست ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ "بھوگھا" سے مراد تجلیات جلال و جمال ہیں جو مختلف مظاہر میں سالک پر وارد ہوتی ہیں تو بھی صحیح ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ اس سے مراد انتہائے قرب و بُعد حق ہیں جو عین مشاہدہ حق میں عارف پر عتاب و خطاب ہوتی ہیں۔ یعنی کسی وقت لذت عتاب میں غرق ہو جاتا ہے اور کسی وقت شوق خطاب میں بجلی کی طرح چمکتا ہے یہ بھی بے حد زیبا ہے۔ چنانچہ کسی بزرگ نے کہا ہے ۔

گہ نازک کرشمہ، گہ لطف گہ عتاب
مسکین دلم چرانشود زیں ہمہ خراب

" محبوب کے کبھی نازک کرشمے ہیں کبھی لطف ہے کبھی عتاب ہے اس سے میرا مسکین دل کیوں نہ خراب و برباد ہو۔"

لیکن ایک طائفہ کے نزدیک بہترین راحت تحیر ہے جو عارف کامل کو توحید میں فنا سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی ذاتِ مطلق میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ جس قدر اپنے آپ کو ڈھونڈتا ہے نہیں پاتا۔ اس کے حرکات و سکنات سونے والے کی طرح ہوتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے اللّٰھم زدنی تحیرا یعنی "اے میرے پروردگار

Marfat.com

میرا تحیر زیادہ کر۔" کسی بزرگ نے اسی مقام کے متعلق کہا ہے ؎

منم تا سروپا جملہ تحیر　　　تحیر ھم تحیر در تحیر

"میں سراپا حیرت ہوں' حیرت پر حیرت در حیرت۔"

پس شیخ علی صابرؒ کے کمالات کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت گنج شکر قدس سرہٗ نے اپنے اکمل خلفاء سے مثل سلطان المشائخ کو بھی رخصت کے وقت وصیت فرمائی کہ دہلی جا کر مجاہدہ اختیار کرنا' ہمیشہ دیتے رہنا اور ہرگز نہ لینا اور حق تعالیٰ تجھے کسی کا محتاج نہ کرے۔ لیکن حضرت شیخ صابرؒ کو اس کے سوا کچھ نہ فرمایا کہ "برو بھوگھا خواہی کرد" (جاؤ مزے کرو گے) کیونکہ صوفیا اہلِ صفا کے ہاں یہ امر مسلم ہے کہ جب مرید پیر کے حضور میں مرتبہ کمال پر پہنچ جاتا ہے اور ایمان مشاہدہ حقیقی جو کہ قرب حق ہے حاصل کر لیتا ہے اسے پھر کوئی وصیت نہیں کی جاتی۔ کیونکہ وہ امر حال سے آشنا ہو گیا اور فنائے احدیت جلوہ گر ہو گئی۔ پس ایسے مرید کے حق میں وصیت کرنا فضولی ہے اور فضولی اس طائفہ کے ہاں روا نہیں۔ فہم من فہم۔

الغرض مخدوم صابرؒ نے آخری عمر میں خرقۂ خلافت شیخ شمس الدین ترکؒ کو عطا کیا اور پانی پت کی طرف رخصت کیا اور اس علاقے کا صاحبِ ولایت مقرر فرمایا۔ انہوں نے التماس کیا کہ اس جگہ شیخ شرف الدین بو علی قلندر ہیں۔ آپ نے فرمایا فکر مت کرو۔ ان کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل شیخ شمس الدین ترکؒ کے حالات میں یعنی اکیسویں طبقہ میں آرہی ہے۔ شیخ علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ کا وصال تیرہ ربیع الاول ۶۹۰ھ سلطان علاء الدین خلجی کے عہد حکومت میں ہوا۔ آپ سلطان المشائخؒ کے ہمعصر تھے او دونوں حضرات کے درمیان بے حد محبت تھی۔ آپ کا وصال سلطان المشائخ سے چند سال پہلے ہوا۔ آپ کا مزار مبارک قصبہ کلیر

Marfat.com

میں قبلۂ حاجات ہے اور آپ کی ولایت کے تصرفات اسی طرح جاری ہیں اور طالبان و مریدان صادق الاخلاص کو ان کے حسب حال فیض پہنچا رہے ہیں اور تمام ظاہر و باطنی امور میں ممد و معاون ہیں۔ جیسا کہ اہلِ بصیرت سے مخفی نہیں اس بارے میں اگر مفصل لکھوں تو کتاب طویل ہو جائے گی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

Marfat.com

حضرۃ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ

آں امامِ اربابِ مشاہدہ، آں سلطانِ اصحابِ مجاہدہ، آں بیدار درعالمِ عشق و اذواق، آں محبوبِ حق باتحقاق، آں وارث الانبیاء والمرسلین، سلطان المشائخ شیخ نظام الدین بن محمد قدس سرہٗ بن احمد بن علی بدایونی بخاری رحمتہ اللہ علیہ محبوبِ خدا اور سرحلقۂ اولیاء اہلِ صفا تھے۔ آپ عشقِ کامل، شوقِ وافر، وجدِ صادق، حالِ قوی اور ہمت بلند رکھتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اصحابِ طریقت میں سے کسی بزرگ سے اس قدر تصرفات ظاہری و باطنی سرزد نہیں ہوئے جتنے آپ سے ہوئے۔ آپ تمام غوثی قطبی اور فردانیت کے مقامات سے گذر کر مرتبہ محبوبی تک پہنچ گئے تھے۔ آپ کے اقوال و افعال تمام مشائخ کے لئے آج تک حجت قاطع ہیں اور سب آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔ آپ نے اپنے نور ولایت سے سارے ہندوستان کو منور فرمایا اور ایک جہان کو ہدایت بخشی۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ کو "سلطان المشائخ" کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور آپ کے اور آپ کے مریدین کے سرپر تاجِ کرامت رکھا۔ چنانچہ آپ کی ولایت کے تصرفات اظہر من الشمس ہیں اور کسی بشر کو انکار کی جرأت نہیں ہوئی۔ آپ

Marfat.com

حضرت گنج شکرؒ کے بزرگ ترین مرید و خلیفہ تھے۔ کتاب "سیرالاولیاء" کے مصنف میر سید محمد کرمانیؒ نے آپ کے جمیع حالات مفصل اس کتاب میں لکھے ہیں۔ جن میں کچھ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ خدا گواہ ہے کہ جب سلطان المشائخ کی ولایت کے جمال کا خیال میرے دل میں آتا ہے تو متحیر اور مدہوش ہو جاتا ہوں کہ کیا لکھوں کیونکہ اس عدیم المثال ذات کے اوصاف دائرۂ تحریر سے باہر ہیں۔ کسی نے کیا خوب لکھا ہے۔

شعر۔ دل خواست کہ آرد در عبادت
وصفِ رُخِ او بہ اشارت

شمعِ رُخِ او زبانہ زد
ہم عقل بسوخت ہم عبارت

(دل نے چاہا کہ اس کے حسین چہرے کا وصف تحریر کروں۔ اس کے چہرے کی شمع نے ایک تازیانہ مارا جس سے عقل بھی جل گئی اور عبارت بھی)۔

اگرچہ آپ حضرت گنج شکرؒ کے متاخر اصحاب میں سے تھے لیکن حق تعالیٰ کا عشق و محبت آپ کے دل میں اس قدر موجزن تھا کہ آپ متقدمین اصحاب اور مشائخِ کبار پر سبقت لے گئے۔

شعر۔ بعد از سہ مراتب آدمی زاد
بعد از سہ کتب رسید فرقان

گل باہمہ خرمی کہ دارد
از بعدِ گیاہ رسد بہ بستان

Marfat.com

(جس طرح تین مراتب کے بعد آدمی پیدا ہوتا ہے (یعنی پہلے پانی پھر خون پھر گوشت) اور تین کتابوں کے بعد قرآن مجید نازل ہوا (یعنی تورات' انجیل و زبور کے بعد) اسی طرح پھول اپنی رونق کے باوجود گھاس کے بعد باغ میں آتا ہے۔) بیت ۔

من کہ در شکل یار حیرانم
سرِّ اوصافِ او کجا دانم

(میں تو محبوب کے حسن و جمال پر حیران ہوں اس کے اوصاف کیسے بیان کروں۔)

نسب مبارک

آپ کے بزرگان شہر بخارا کے رہنے والے تھے۔ جو گنجینۂ علم اور کانِ حلم ہے۔ آپ کے والد کے دادا خواجہ علی اور آپ کی والدہ کے دادا خواجہ عرب دونوں بزرگ بخارا سے لاہور پہنچے۔ وہاں سے بدایون گئے اور اسی جگہ سکونت اختیار کر لی۔ اتفاقاً" ان دونوں بزرگوں کے درمیان رشتہ ہو گیا۔ خواجہ عرب نے اپنی لڑکی رابعۂ وقت بی بی زلیخا جن کا روضہ مبارک آج تک دہلی میں حاجت مندوں کی آماجگاہ ہے کا عقد (نکاح) سلطان المشائخ کے والد ماجد خواجہ احمد بن علی کے ساتھ کر دیا۔ خواجہ احمد جو کمال دیانت و صلاح سے آراستہ تھے بادشاہِ وقت کے حکم سے بدایون کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔ آپ کا مزار اسی جگہ ہے اور خلق کی زیارت گاہ ہے۔ حق تعالیٰ نے ان دونوں صدف (سیپ) سے سلطان المشائخ کی صورت میں وہ گوہر پیدا فرمایا جو سرمایۂ کرامت و عشق و محبت تھا۔ صاحبِ "نفحات" فرماتے ہیں کہ آپ

Marfat.com

خالدی تھے۔

الغرض آپ ابھی صغیر سن تھے کہ والد بزرگوار بیمار ہو گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ ایک کو اختیار کرو' خواجہ احمد کو یا اپنے بیٹے کو۔ انہوں نے بیٹے کو اختیار کیا۔ اس کے فوراً بعد خواجہ احمدؒ کا انتقال ہو گیا۔ جب سلطان المشائخؒ کچھ بڑے ہوئے تو آپ کو مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ آپ نے چند ایام میں قرآن مجید ختم کر لیا اور کتابیں پڑھنا شروع کر دیں اور اکثر علوم میں مہارت حاصل کر لی۔ سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ بارہ سال کی عمر میں میں نے علمِ لغت پڑھا۔ ابوبکر خراطہ ملتان سے ہمارے استاد سے ملنے آئے انہوں نے پہلے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے کمالات بیان کئے۔ لیکن میرے دل نشین نہ ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت گنج شکرؒ کا ذکر شروع کیا۔ آپ کا اسم مبارک سنتے ہی میں بے اختیار ہو گیا اور آپ کی محبت میرے دل پر غالب آنے لگی۔ حتیٰ کہ یہ حالت ہو گئی کہ ہر نماز کے بعد میں آپ کے اسمِ گرامی کی تسبیح پڑھنے لگا۔ دس بار "شیخ فریدالدین" اور دس بار "مولانا فرید" کہتا تھا۔ اس کے بعد سوتا تھا۔ جب میری عمر سولہ برس ہوئی اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے ہمراہ دہلی جا کر سکونت اختیار کر لی۔ اتفاقاً" ہم حضرت گنج شکرؒ کے بھائی شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے گھر کے قریب ٹھہرے۔ ان کی صحبت سے روز بروز حضرت گنج شکرؒ کی قدم بوسی کا شوق بڑھتا گیا۔ لیکن تین چار سال مزید شہر میں رہا اور محنت کر کے علم حاصل کرتا رہا۔ علمِ حدیث کی سند اپنے استاد سے حاصل کی۔

"سیرالعارفین" میں لکھا ہے کہ جب سلطان المشائخؒ نے تمام علوم میں کمال حاصل کر لیا اور علمائے شہر میں ممتاز ہو گئے تو ایک دن آپ نے شیخ نجیب الدین متوکلؒ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ مجھے قاضی بننے اور خلقِ

Marfat.com

خدا کو نفع پہنچانے کا شوق ہے۔ شیخ نے فرمایا خدا نہ کرے کہ تو قاضی بنے۔ تم وہ بنو گے کہ جس کی ہم امید رکھتے ہیں۔ آپ پر خواجہ گنج شکرؒ کی زیارت کا شوق اس قدر غالب آیا کہ چند روز کے بعد بیس سال کی عمر میں یعنی شباب کے عالم میں تمام کام چھوڑ کر آپ نے اجودھن کا سفر اختیار کیا اور زیارت سے فیض یاب ہو گئے۔ چنانچہ آپ خود "راحت القلوب" میں لکھتے ہیں کہ چہار شنبہ کے دن دس ماہ رجب ۶۵۵ھ کو مسلمانوں کا یہ دعاگو نظام احمد بدایونی سلطان الطریقت کا غلام جو اِن ملفوظات کا جامع ہے۔ سید العابدین حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ مسعود اجودھنیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی وقت آپ نے کلاہ چارتر کی جو آپ کے سر پر تھی اتار کر دعاگو کے سر پر رکھی اور خرقۂ خاص، نعلینِ چوبیں (کھڑاؤں) عطا فرمائے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ ہندوستان کی ولایت کسی دوسرے کو دوں۔ لیکن تم راستے میں تھے اور مجھے آواز دی گئی کہ ابھی ٹھہرو نظام بدایونی پہنچنے والا ہے۔ یہ ولایت اس کی ہے اور اس کے حوالہ کرو۔ دعاگو نے چاہا کہ اشتیاقِ قدم بوسی جس کا بے حد غلبہ تھا حضرت کی خدمت میں عرض کروں۔ لیکن آپ کی دہشت اس قدر تھی کہ کچھ عرض نہ کر سکا۔ آپ نے فوراً زبان مبارک سے فرمایا کہ ہاں تمہارا شوق بیان سے باہر ہے اور یہ شعر دعاگو کے حال کے مناسبت سے پڑھا ؎

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ
سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

(تیرے فراق کی آگ نے دل جلا دیئے ہیں اور تیری ملاقات کے شوق نے جانیں تباہ کر دی ہیں۔)

اس کے بعد اس دعاگو کے دل میں خیال آیا کہ آئندہ جو کچھ آپ کی

Marfat.com

زبان مبارک سے نکلے گا۔ لکھتا جاؤں گا۔ یہ خیال ابھی دل میں آیا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا خوش قسمت ہے وہ مرید جو اپنے پیر کے منہ سے جو کچھ سنے قلم بند کر لے۔ اس کی بے حد برکات ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ کوئی لحہ اور کوئی لحظہ ایسا نہیں گذرتا کہ میرے دل پر ندا دی جاتی ہے۔ "یہ زندہ ولی ہے اور اس کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت ہے"۔ اس کے بعد درویشی کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا درویشی پردہ پوشی ہے اور خرقہ پوشی اس شخص کا حق ہے جو لوگوں کی عیب پوشی کرتا ہے اور ان کے عیب کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتا۔ اور جو کچھ اسے ملتا ہے راہِ حق میں خرچ کر دیتا ہے۔ اور جمع نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اصحابِ طریقت اور مشائخ کبار نے اپنے فوائد میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی زکوٰۃِ شریعت ہے۔ زکوٰۃِ شریعت یہ ہے کہ جب دو سو درہم جمع ہو جائیں تو پانچ درہم راہِ حق میں خرچ کر دے۔ دوسری زکوٰۃِ طریقت ہے وہ یہ کہ دو سو درہم میں سے پانچ درہم رکھے اور باقی راہِ خدا میں صرف کر دے۔ تیسری زکوٰۃِ حقیقت ہے وہ زکوٰۃ یہ ہے کہ دو سو درہم میں سے کچھ باقی نہ رکھے اور سب راہ خدا میں صرف کر دے۔ کیونکہ درویشی' پردہ پوشی اور خود فروشی ہے۔ الغرض "راحت القلوب" میں بے شمار فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ دیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہیے۔ جب بیعت کے بعد سلطان المشائخؒ حضرت گنج شکرؒ کی خدمت میں سلوک و ریاضت میں مشغول ہوئے تو عرض کیا کہ اگر فرمان ہو تو ابھی تعلیم چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں کسی کو تعلیم سے منع نہیں کرتا۔ دونوں کام جاری رکھو۔ دیکھو کون سا کام غالب آتا ہے۔ چند یوم کے بعد استغراقِ شغلِ باطن کا آپ پر اس قدر غلبہ ہوا کہ تعلیم خودبخود چھوٹ گئی۔ سلطان المشائخؒ نے بارہا فرمایا کہ جو کتابیں میں پہلے پڑھ چکا تھا۔ اگر اب ان پر نظر ڈالتا ہوں

Marfat.com

تو میرے احوالِ باطن میں فتورِ عظیم پیدا ہوتا ہے۔

ع۔ "جائے کہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند عام را"

ترجمہ (جس جگہ بادشاہ نے خیمہ لگایا' وہاں عام لوگوں کا شور و غل ختم ہو گیا۔)

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دن کشمیر میں حضرت گنج شکرؒ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ تمام یاران حاضر تھے۔ گرمی کا وقت تھا تمام دوست اٹھ کر سایہ کر رہے تھے۔ اس اثنا میں قیلولہ دوپہر کے آرام کا وقت ہو گیا اور سب سو گئے۔ یہ درویش بیٹھا مکھیاں ہٹاتا رہا۔ آپ نے بیدار ہو کر دریافت فرمایا کہ باقی دوست کہاں ہیں۔ عرض کیا کہ سو رہے ہیں۔ فرمایا آؤ تجھے ایک چیز بتاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم دہلی جا کر مجاہدہ میں مشغول ہو جانا اور بے کار نہ رہنا۔ روزہ نصف راہ ہے اور نصف راہ باقی اعمال یعنی نماز اور حج ہیں۔ اس وقت آپ نے بہت فوائد بیان فرمائے اور انمول باتیں بیان فرمائیں۔ شیخ بدرالدین اسحاقؒ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ سفر محض آپ کے لئے تھا کیونکہ اس سفر میں آپ نے شیخ سے بہت نعمتیں حاصل کیں۔ اس کے بعد سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ آپ کے فرمان سے اس قدر مست ہوا کہ میں یہ بھی نہ پوچھ سکا کہ کون سا مجاہدہ اختیار کروں۔ پس میں نے سوچ کر صوم دہر اختیار کر لیا۔ لیکن چونکہ حضرت شیخ کے فرمان کے بغیر اختیار کیا تھا۔ کبھی کبھی اس میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت شیخ سے فاتحہ کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے اجازت فرمائی۔ اس وجہ سے کہ دعاگو دربدر نہ پھرتا رہے۔ (شاید فاتحہ سے مراد عمل تسخیر ہے) سلطان المشائخ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت گنج شکرؒ کی طبیعت

Marfat.com

ناساز تھی۔ آپ نے مجھے چند دوستوں سمیت شہداء کی ان قبور کی زیارت کے لئے بھیجا جو اجودھن میں ہیں۔ جب ہم واپس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی دعا نے کچھ اثر نہیں دکھایا اور مجھے بالکل نیند نہیں آئی۔ ہمارا ایک دوست تھا جس کا نام شیخ علی بہاری تھا۔ وہ دور کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا ہم لوگ ناقص ہیں اور آں حضرت کامل' ناقصوں کی دعا کاملوں کے حق میں کیسے مستجاب ہو سکتی ہے۔ یہ بات آپ کے سمع مبارک تک نہ پہنچ سکی اور میں نے حضرت کے گوش گزار کی۔ آپ نے فرمایا میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ تم جو کچھ مانگو گے پاؤ گے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا خاص عصا مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرما دیں۔ سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت گنج شکرؒ کا چہرہ متغیر تھا اور آپ ننگے سر اپنے حجرۂ خاص میں چل رہے تھے اور یہ بیت پڑھ رہے تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم
خاکے شوم و برزیر پائے تو زیم

مقصود من خستہ زکونین توئی
ازبہر تو میرم از برائے تو زیم

(میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تیری وفا میں زندگی گذاروں' مٹی ہو جاؤں اور تیرے قدموں کے نیچے رہوں۔ مجھ خستہ کا مقصود دونوں جہانوں میں تو ہی ہے' تیرے ہی لئے زندہ رہنا چاہتا ہوں اور تیرے ہی لئے مرنا چاہتا ہوں۔

جب آپ یہ ابیات پورے کر لیتے تھے۔ تو سر سجدہ میں رکھ دیتے تھے آپ نے چند بار یہی کیا۔ اس کے بعد حجرے کے اندر داخل ہوا اور سر

Marfat.com

قدموں میں رکھ دیا۔ آپ نے کمالِ شفقت سے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو' طلب کرو۔ میں نے دینی نعمت طلب کی اور آپ نے عطا فرمائی۔ اس کے بعد میں پشیمان ہوا کہ یہ کیوں نہ مانگا کہ سماع میں مجھے موت آئے۔ قاضی محی الدین کاشانیؒ نے پوچھا کہ آپ نے کیا طلب کیا تھا فرمایا میں نے استقامت طلب کی اور شیخ نے مجھے عنایت فرمائی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں ایک دن آپ کے فرزند شیخ نظام الدین اور یہ ضعیف دونوں آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں میرے فرزند ہو ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم فرزندِ نانی (روٹی والے فرزند) ہو اور بندہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم فرزند جانی (روحی) ہو۔ حضرت گنج شکرؒ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک شخص تھا جس نے میرے ساتھ دوستی لگائی۔ جب چلا گیا تو کچھ عرصہ تو دوستی پر برقرار رہا لیکن اس کے بعد اس کی وہ حالت نہ رہی۔ ایک اور آدمی کا بھی یہی حال ہوا۔ اس کے بعد میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ ایسا آدمی ہے کہ جب سے اس نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اسی پر قائم ہے اور اس کی محبت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ سلطان المشائخ نے جب یہ بات کہی تو رونے لگے اور گریہ کی حالت میں فرمایا کہ آج تک ان کی محبت برقرار ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی برقرار رہے گی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال کر مجھے حفظ قرآن کی وصیت فرمائی اور فرمایا اے نظام الدین مجھے ساری دنیا دی گئی ہے۔ ہمارے ہاں سب کچھ ہے جاؤ ہندوستان کا ملک تیرے حوالے کیا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ نے مجھے خلافت دی تو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے علم و عشق دیا ہے جس کسی میں یہ صفات ہوتے ہیں خلافتِ مشائخ کے شایان ہوتا ہے اور وہ یہ کام چلا سکتا ہے۔ سلطان المشائخ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کی حیات میں تین مرتبہ میں اجودھن گیا اور آپ کے وصال کے بعد سات مرتبہ وہاں حاضر ہوا یعنی کل دس مرتبہ شیخ جمال الدین ہانسویؒ سات بار اجودھن گئے تھے اور شیخ نجیب الدین متوکلؒ انیس بار دہلی سے اجودھن گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے "راحت القلوب" کے شروع میں لکھا ہے کہ ماہ رجب ۶۵۵ھ میں دولت پائے بوسی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ دوسری بار ماہ ربیع الاول ۶۵۶ھ کو سعادت قدم بوسی حاصل ہوئی اور اس دعاگو کو خلوت خاص سے نوازا گیا۔ تمام عزیزان باصفا حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا حق تعالیٰ کے حکم سے ہم نے مولانا نظام الدینؒ کو ہندوستان کی ولایت دی اور اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ یہ سن کر بندہ نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا آپ نے فرمایا اے جہانگیر عالم سر اوپر اٹھاؤ۔ اس کے بعد آپ نے خواجہ قطب الاسلامؒ کی دستار جو آپ کے سر پر تھی۔ مجھے عطا فرمائی اور خرقہ پہنایا اور عصا ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ دوگانہ نماز ادا کرو۔ جب میں نے قبلہ کی طرف منہ کیا تو آپ نے بندہ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا جاؤ میں نے تجھے خدا کے سپرد کیا۔ فرمایا یہ سب کچھ تجھے دیتا ہوں اس لئے کہ میرے آخری وقت پر تم یہاں نہ ہو گے کیونکہ میں بھی خواجہ قطب الاسلامؒ کے وصال کے وقت حاضر نہ تھا۔ ہانسی میں تھا اس کے بعد شیخ بدرالدین اسحاقؒ کو حکم دیا کہ وہ تحریر لاؤ۔ جب تحریر حاصل کی تو آپ نے میرا سر پہلو مبارک میں لے کر فرمایا کہ ہم نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ آج یہاں رہ جاؤ کل چلے جانا۔ اس روز باورچی خانہ کے خرچ کے لئے کوئی فتوح نہیں آئی تھی، سب متعلقین ویسے بیٹھے تھے۔ بندہ نے عرض کیا کہ تصدق مخدوم نے مجھے ایک دو آنے زادراہ کے لئے عطا کئے ہیں اگر حکم ہو تو اس سے کھانا خرید کرلاؤں۔ اس بات سے آپ بہت خوش

Marfat.com

ہوئے اور بہت دعائے خیر دی۔ نیز فرمایا کہ تمہارے لئے میں نے حق تعالیٰ سے کچھ دنیا مانگی ہے۔ یہ سن کر میں کانپ اٹھا کہ افسوس دنیا نے تو کئی ... کو فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے میرا کیا حال ہو گا۔ آپ نے میرے دل کی بات سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ تجھے اس سے کوئی نقصان نہ ہو گا۔ خاطر جمع رکھو۔ اس سے مجھے ایک گونا خوشی حاصل ہوئی۔ آخر شب کو میں دیکھتا ہوں کہ ایک عورت جماعت خانہ کے صحن میں جھاڑو دے رہی ہے۔ میں نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں دنیا ہوں اور حضرت مخدوم کے گھر میں جھاڑو دے رہی ہوں۔ آخر وہی ہوا جو حضرت گنج شکرؒ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ پہلے ہانسی جاؤ اور یہ تحریر شیخ جمال الدین کو دکھاؤ بعدہٗ جب دہلی پہنچو تو قاضی منتخب کو بھی دکھانا۔ لیکن شیخ نجیب الدین متوکلؒ کا نام نہ لیا۔ اس سے مجھے حیرانی ہوئی۔ لیکن جب دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ شیخ نجیب الدینؒ کا انتقال ہو گیا ہے۔ سلطان المشائخؒ فرماتے ہیں کہ جب میں تیسری بار ماہ رمضان ۶۶۹ھ میں اجودھن گیا یہ میری حضرت گنج شکرؒ سے آخری ملاقات تھی۔ رخصت کے وقت آپ نے میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھے نیک بخت کرے۔ **اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین ورزقک واسعاً و علماً نافعاً و عملاً مقبولاً** (ترجمہ) "اللہ تعالیٰ تجھے سعادتِ دارین، فراخ رزق، علم نافع اور عملِ مقبول عطا فرمائے)۔

اس کے بعد فرمایا کہ خدا کرے تو ایسا درخت بنے کہ خلقت اس کے سایہ میں آرام کرے۔ فرمایا استعداد بڑھانے کے لئے مجاہدہ جاری رکھو۔ پس جب میں آپ سے رخصت ہوا۔ تو ہانسی جا کر خلافت نامہ جمال الدین ہانسویؒ کو دکھایا۔ انہوں نے بہت شفقت فرمائی اور یہ شعر زبان پر لائے ۔

Marfat.com

خدائے جہاں را ہزاراں سپاس
کہ گوہر سپرد بگوہر شناس

(اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ گوہر گوہر شناس کے سپرد کیا۔)

اس کے بعد سلطان المشائخ نعمت و کرامت دو جہان لے کر دہلی پہنچے لیکن ان ایام میں آپ پر شغل باطن کے استغراق کا اس قدر غلبہ تھا کہ خلقت سے بالکل الگ رہتے تھے اور کئی سال تک نہ گھر نہ خانقاہ تیار فرمائی اور آپ مختلف مقامات پر گمنامی کی حالت میں رہنے لگے۔ لیکن آپ کا جمال ولایت جو آفتاب سے بھی زیادہ روشن تھا کس طرح مخفی رہ سکتا تھا۔ ہر طرف سے خلقت آپ کی طرف آنے لگی۔ ایک دن آپ تنگ آکر شہر سے باہر چلے گئے اور یہ ارادہ کر لیا کہ اب واپس نہیں جائیں گے۔ آپ "حوض رانی" کی طرف ایک باغ میں چلے گئے۔ جسے باغ حسرت کہتے ہیں۔ قبولیت کا وقت تھا آپ نے دعا کی کہ الٰہی میں اس شہر سے جانا چاہتا ہوں۔ لیکن میں اپنے اختیار سے کچھ نہیں کرنا چاہتا۔ جہاں تیری رضا ہو مجھے حکم ہو کہ وہاں جا کر رہوں۔ آواز آئی کہ تیرا مقام "غیاث پورہ" ہے۔ آپ نے غیاث پورہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کہاں ہے۔ آپ ایک دوست کے گھر گئے جس کا نام نقیب نیشاپوری تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ غیاث پورہ گئے ہیں۔ آپ نے ان میں سے ایک آدمی ساتھ لے کر غیاث پورہ تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں زیادہ آبادی نہ تھی آپ نے فوراً وہاں اقامت اختیار کر لی اور کسی کو آپ کی خبر نہ ہوئی۔ اس سے آپؒ کو یکسوئی حاصل ہوئی لیکن روزی بہت تنگ تھی۔ چند نفوس جو آپ کے ساتھ تھے زنبیل گردانی کر کے تیسرے روز افطار کے لئے آپ کے پاس ایک روٹی لاتے تھے۔ یا کبھی آپ جنگلی پھل پر بسر اوقات فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ سلطان

Marfat.com

معزالدین کیقباد نے غیاث پورہ کے قریب "کیلو گھری" میں سکونت اختیار کر لی۔ اس سے لوگوں کو آپ کا علم ہو گیا اور ملوک و امراء اور عام خلقت آپ کی زیارت کے لئے آنے لگی۔ چونکہ آپ اس سے سخت متنفر تھے' آپ نے خیال کیا کہ یہاں سے چلے جانا چاہئے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں اسی خیال میں تھا کہ اسی روز ایک حسین و جمیل جوان آیا لیکن کچھ خستہ حال تھا خدا معلوم مردان غیب سے تھا یا کون تھا۔ اس نے آتے ہی پہلی بات جو کہی یہ تھی ۔

آں روز کہ مہ شدی نمے دانستی
کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

(جب تو چاند بنا تو تجھے معلوم نہ تھا کہ انگشت نمائے عالم ہو گے یعنی ہر شخص کا ملجا و ماویٰ بنو گے)۔

اس کے بعد اس بزرگ نے فرمایا کہ شروع میں شہرت سے اجتناب کرنا چاہئے۔ یعنی اس قدر طالب شہرت نہ ہو کہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ اس کے بعد فرمایا کہ خلق سے علیحدہ ہو کر کنج عزلت اختیار کرنا اور مشغول بحق ہونا کون سی جوانمردی ہے۔ جوانمردی یہ ہے کہ خلقت کے ساتھ میل ملاپ کے باوجود حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے۔ جب انہوں نے بات ختم کی تو میں نے کچھ کھانا ان کے سامنے رکھا۔ لیکن انہوں نے نہ کھایا۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اپنے دل میں یہ نیت کر لی کہ اسی جگہ رہوں گا اور لوگوں سے میل جول قائم رکھوں گا۔ جب میں نے یہ نیت کی تو انہوں نے چند نوالے کھائے اور چلے گئے۔ اس کے بعد میں نے ان کو کبھی نہ دیکھا۔ الغرض سلطان المشائخ نے دو مقامات پر

Marfat.com

سکونت اختیار کر لی ایک غیاث پورہ دوسرا کیلوکھری جو جامع مسجد کی بغل میں دریا کے کنارے پر ہے۔ چونکہ دونوں مقامات کے درمیان نصف کوس سے زیادہ فاصلہ نہ تھا اس لئے پنج شنبہ کے دن آپ کیلوکھری تشریف لے جاتے اور نماز جمعہ وہاں ادا کر کے غیاث پورہ واپس چلے جاتے تھے۔ ایک دن آپ گرمی میں وہاں سے پیادہ تشریف لا رہے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ گھوڑا ہوتا تو سوار ہو کر جاتا۔ اسی رات شیخ نورالدین ملک یار پراں قدس سرہٗ نے اپنے خادم کو خواب میں بتایا کہ اپنی گھوڑی سلطان المشائخؒ کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ گرم ہوا میں روزہ کی حالت میں پیدل نماز جمعہ کے لئے جا رہے ہیں۔ چونکہ باطنی اشارہ تھا سلطان المشائخؒ نے قبول کر لیا۔ اسی دن سے سلطان المشائخؒ کے اصطبل میں گھوڑوں کی کوئی کمی نہ رہی۔ یہ شیخ نورالدین ملک یار" شیخ ابو اسحاق قدس سرہٗ کے سلسلہ سے تھے۔ جن کی وفات سلطان غیاث الدین کے عہد حکومت میں ہوئی تھی۔ آپ بڑے باکمال بزرگ تھے سلطان المشائخؒ اکثر ان کی قبر کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے جو حوض کے کنارے پر ہے۔ "سیرالاولیاء" میں لکھا ہے کہ سلطان المشائخؒ نے آغاز جوانی سے لے کر تیس سال تک نہایت سخت مجاہدات کئے جن کا مفصل ذکر کتاب مذکور میں ہے۔ آپ نے تیس سال مزید مجاہدات آخر عمر تک کئے۔ دنیاوی فتوحات اور اقبال کے باوجود آپ کی بندگی بے اندازہ تھی اور وہم میں نہیں آسکتی۔ آپ کی ذات بابرکات تمام دنیاوی علائق سے مبرا تھی اور جو ریاضات و مجاہدات آپ نے اپنے اوپر لئے ہوئے تھے آخر عمر تک بجالاتے رہے۔ حالانکہ آپ کی عمر اسی سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ آپ ہر نماز باجماعت ادا کرتے تھے اور ہر وقت اپنے بالاخانہ سے جو ایک بلند عمارت تھی اتر کر مسجد جاتے تھے۔ اس کے ساتھ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور تھوڑی سی چیز سے افطار کرتے

Marfat.com

تھے۔ یعنی ایک روٹی یا آدھی روٹی تھوڑی سی سبزی کے ساتھ۔ اور یہ سب کچھ اپنے درویش اصحاب کی موافقت کی خاطر کرتے تھے۔ جب تک آپ دسترخوان پر بیٹھے رہتے دوستوں کی خاطر کھانا ختم نہ کرتے بلکہ اپنے ہاتھ مبارک سے بعض اصحاب کو خاص خاص لقمے اٹھا کر عطا فرماتے رہتے تھے۔ اور ہر شخص اسی انتظار میں رہتا تھا کہ یہ سعادت کسے نصیب ہوتی ہے۔ غرضیکہ افطار کے بعد آپ بالاخانہ پر تشریف لے جاتے اور اپنے احباب اور شہر کے دیگر اصحاب کو اوپر بلا کر نماز شام سے عشاء تک اپنی صحبت سے نوازا کرتے تھے تاکہ وہ آپ کے جمال ولایت اور گنجینۂ عشق و ہدایت سے بہرہ ور ہوں۔ لیکن اس کے بعد ہر قسم کے میوہ جات خشک و تر اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں پیش کی جاتیں اور آپ اپنے احباب میں تقسیم کر کے ان کی دلجوئی فرماتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی ان کے ساتھ موافقت کی خاطر خود بھی کوئی چیز تناول فرما لیتے تھے اور ہر شخص کی استعداد کے مطابق ان سے حال دریافت کرتے تھے۔ اس کے بعد جماعت خانہ میں جا کر نماز عشاء ادا کرتے اور پھر اوپر چلے جاتے تھے۔ کچھ دیر مشغول رہ کر آرام کی خاطر چارپائی پر بیٹھ جاتے تھے۔ آپ کا خادم خواجہ اقبال جسے آپ کمال شفقت سے لالا کہہ کر پکارتے تھے تسبیح لا کر دیتا تھا۔ اس وقت کوئی شخص آپ کی خدمت میں نہیں جا سکتا تھا۔ سوائے حضرت امیر خسروؒ کے جو سامنے بیٹھ کر ہر قسم کی حکایات بیان کیا کرتے تھے اور سلطان المشائخ ان کی خاطر اپنے سر کو ہلاتے رہتے تھے اور کبھی آپ دریافت فرماتے اے ترک کیا خبر ہے۔ اس سے امیر خسروؒ کو فراخ میدان مل جاتا تھا اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت لمبا کر کے سناتے رہتے تھے۔ اس وقت بعض چھوٹے بچے اور خدام کے لڑکے بھی موقعہ پا کر آپ کی خدمت میں چلے جاتے تھے اور آپ کے قدم مبارک پر اپنے سر اور آنکھیں

Marfat.com

ملتے تھے۔ جیسا کہ امیر خسروؒ نے فرمایا ہے ۔

نخفت خسرو مسکین ازیں ہوش شبہا
کہ دیدہ برکف پایت نہد نجواب شود

(خسرو مسکین اسی تمنا میں راتوں کو نہ سویا کہ شاید آپ کے قدموں پر آنکھیں رکھ کر سونے کا موقعہ مل جائے۔)

جب امیر خسروؒ اور چھوٹے بچے آپ کی خدمت سے اٹھ کر واپس آجاتے تو خواجہ اقبال خادم آکر پانی کے چند آفتابے آپ کے پاس چھوڑ جاتا تھا اس کے بعد سلطان المشائخؒ اپنے ہاتھ سے کنڈی لگا دیتے تھے۔ اس وقت جمال حق کے مشاہدہ کے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ ہوتا تھا اور کسی کو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ کے ساتھ آپ کا کیا راز و نیاز اور کیا ذوق و شوق ہوتا تھا۔ آپ اکثر یہ بیت زبان مبارک پر لایا کرتے تھے ۔

عشقے کہ زتو دارم اے شمع چگل
دل داند ومن دانم من دانم و دل

(اے میری شمع جو عشق کہ مجھے تجھ سے ہے' میں جانتا ہوں اور میرا دل جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔)

جب صبح ہوتی تو خواجہ عبدالرحیم جن کے ہاتھ میں سحری کا انتظام تھا آکر دستک دیتے تھے اور سلطان المشائخؒ اپنے ہاتھ سے دروازہ کھول دیتے تھے۔ وہ آپ کے سامنے کئی قسم کا کھانا رکھ دیتا تھا۔ آپ اس میں سے تھوڑا سا کھانا کھا کر باقی ان کے بچوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ اکثر آپ سحری نہیں کھایا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ نماز تہجد ادا کر کے شغل باطن میں مشغول ہو جاتے تھے۔ آپ نماز فجر' اشراق اور چاشت ادا کرنے کے لئے

Marfat.com

جماعت خانہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس وقت شغل باطن کے استغراق کی وجہ سے آپ کی آنکھیں سرخ ہوتی تھیں اور جو شخص دیکھتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مست شراب ہیں اور بالیقین آپ ہمیشہ شرابا" طہورا" کے جام نوش فرماتے رہتے تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے ۔

من مست خراباتم کانجا قدح دے. نے
صد شور سماع آنجا لیکن نہ دف دنے نے

(میں اس خرابات کا مست ہوں جہاں پیالہ و شراب نہیں ہے۔ وہاں شور سماع تو بہت زیادہ ہے مگر کوئی دف اور بانسری نہیں ہے۔)

لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہر روز چار سو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔ اور نہایت درد اور ذوق و شوق سے ادا کرتے تھے۔ جس روز سے آپ خواجگان چشت کے سجادہ پر بیٹھے ہر قسم کے لوگ یعنی امراء و ملوک' علماء و شعراء' درویش و فقراء' قلندر وغیرہ آکر قدم بوسی حاصل کرتے تھے۔ آپ ہر ایک سے شفقت سے پیش آتے اور ان کے پرسان حال ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ غرباء و مساکین کو کھانا اور کپڑے عطا فرمایا کرتے تھے اور جس قدر تحفے تحائف آپ کے پاس عالم غیب سے آتے تھے آپ لوگوں کو عنایت کر دیتے تھے۔ اور کوئی شخص آپ کے ہاں سے خالی نہ جاتا تھا۔ اس کے بعد آپ قیلولہ (دوپہر کی نیند) کرتے اور ظہر کی نماز کے بعد زیارت کرنے والوں کو اپنے پاس بلاتے اور ان کے حال کے مطابق سلوک اور طلب حق کی باتیں کرتے تھے اور قسم قسم کے حقائق و معارف بیان فرماتے رہتے تھے۔ اس وقت آپ کے چہرہ مبارک پر اس قدر نور و جلال کبریائی ہوتا تھا کہ کوئی شخص آپ کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نہ کلام کر سکتا تھا۔ جو کچھ آپ فرماتے

Marfat.com

تھے سب لوگ سر جھکائے سنتے رہتے تھے۔ شہر کے علمائے اہل ظاہر جو اہل تصوف سے تعصب میں مشہور تھے۔ سب اپنے دماغ سے رعونت نکال کر آتے تھے اور آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر سرنگوں رہتے تھے۔

خوبان چو بادہ خوردن من جرعہ خوار ایشاں
ہر جرعہ کہ خوردہ سر برزمین نہادہ

(حسینوں نے جب میرے شراب پیتے وقت ایک دو گھونٹ پیے ہر گھونٹ پیتے ہی سرزمین پر رکھتے گئے)۔

حضرت شیخ نصیرالدین اودھیؒ (چراغ دہلی) سے روایت ہے کہ سلطان المشائخؒ کے محرم راز دوست آجاتے تو آپ چاہتے تھے کہ سماع کا انتظام کیا جائے یہ سن کر امیر خسروؒ اور امیر حسنؒ (سنجری) جو علم موسیقی اور حسن صوت میں عدیم المثال تھے سامنے بیٹھ جاتے تھے۔ امیر خسروؒ کا ساتھ دینے والا ایک اور آدمی تھا جس کا نام مبشر تھا۔ یہ مبشر سلطان المشائخؒ کا زرخرید غلام تھا اور بے حد حسین تھا۔ حسن صوت (سریلی آواز) میں بھی وہ لحن داوٗدی کا مقابلہ کرتا تھا۔ پس حضرت امیر خسرو غزل شروع کرتے تھے اور جس شعر پر سلطان المشائخؒ سرہلاتے تھے۔ امیر حسن اور مبشر۔

ع۔ آن را بزیور نقش مے بستند

(شاید اس کا مطلب یہ تھا کہ خوب اچھی طرح گانا شروع کر دیتے تھے)۔

جس سے سلطان المشائخؒ وجد میں آجاتے تھے۔ باوجودیکہ دو سو قوال سرکاری وظیفہ خوار حضرت شیخ کے لئے مقرر تھے اور وہ ایسے باکمال تھے کہ اپنے کلام کے زور سے اڑتے ہوئے پرندے کو نیچے اتار سکتے تھے۔ لیکن ان تین عزیزوں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کے ایک مرید خواجہ منہاج

Marfat.com

کہتے ہیں کہ مجھے ذوق سماع ہوا تو سلطان المشائخؒ سے درخواست کی۔

آپ نے اجازت دے دی۔ پس میں نے حضرت گنج شکرؒ کے رشتہ داروں اور دوسرے احباب کو غیاث پورہ سے دعوت دی اور قوالوں کو جمع کیا سماع شروع ہوا لیکن کچھ لطف نہ آیا مجھے پریشانی لاحق ہوئی کہ شاید محفل سماع میں کوئی بے قاعدگی واقع ہو گئی ہے اس غم کی حالت میں میں نے مڑ کر دیکھا تو سلطان المشائخؒ کو کلاہ سر پر رکھے ہوئے حوض کے کنارے کھڑا دیکھا۔ آپ کو دیکھتے ہی سماع کی حالت بدل گئی اور ذوق وشوق پیدا ہو گیا اس کے بعد جب میں نے اس بات کا آپ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ ضعیف جہاں کہیں بھی ہو اسے حاضر تصور کیا کرو شیخ بہرام جو شیخ نجیب الدین متوکل کے پوتے تھے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے سلطان المشائخؒ کو خواجہ قطب الاسلامؒ کے مزار پر دیکھا آپ نہایت استغراق کی حالت میں تھے آپ نے فرمایا کہ آج رات مجھے دکھایا گیا ہے کہ نظام جس نے تجھے دیکھا ہے میں نے اسے بخش دیا ایک رات سلطان المشائخؒ کتب اسرار الٰہی کے مطالعہ میں مشغول تھے اور بعض مقامات پر قلم سے نشان لگا رہے تھے کہ اچانک قلم آپ کے ہاتھ سے گر گیا اور سر کے بل زمین میں پیوست ہو گیا جیسے سجدہ کیا جاتا ہے۔ یہ شب قدر کی علامت تھی صاحب "سیر الاولیاء" لکھتے ہیں کہ شیخ رکن الدین فردوسی کو سلطان المشائخؒ کے ساتھ چنداں اخلاص نہ تھا اس نے بھی شہر سے نکل کر دریا کے کنارے کیلوکھری میں مکان بنا لیا تھا اور مشائخیت کی بنیاد ڈال دی تھی اس کے نوجوان لڑکے بے ادب تھے وہ اکثر کشتی میں سوار ہو کر گاتا گاتے ہوئے اور رقص کرتے ہوئے سلطان المشائخؒ کے گھر کے نیچے سے گزرتے تھے۔ ایک دن آپ جماعت خانہ کی چھت پر مشغول بیٹھے تھے اور میرے والد (میر سید محمد کرمانی مصنف "سیر الاولیاء" کے والد) سامنے کھڑے

Marfat.com

تھے اور نوجوانوں کی وہ جماعت گاتی ہوئی شور و غل مچاتے ہوئے کشتی میں سوار ہو کر جا رہے تھے۔ جب آپ کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا سبحان اللہ ایک وہ ہے کہ سالہاسال سے اس کام میں خون پی رہا ہے (یعنی حضرت خود سماع میں خون دل پی رہے ہیں) اور اپنے آپ کو اس راستے میں فنا کر دیا ہے اور یہ نوجوان ابھی پیدا ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو کون ہے پس آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کی طرف اٹھا کر اشارہ فرمایا اور پھر نیچے کر لیا وہ کشتی فوراً غرق ہو گئی۔

تاریخ دہلی

الغرض آپ کے زمانے میں سات بادشاہوں نے دہلی کے تخت پر حکومت کی ان میں سے بعض مخلص اور بعض مخالف۔ جن کا مجمل ذکر کیا جاتا ہے آپ حضرت گنج شکرؒ سے خلافت حاصل کر کے جب دہلی پہنچے تو سلطان غیاث الدین بلبن کا زمانہ تھا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین بلبن خواجہ گنج شکرؒ کے ساتھ نسبت بندگی و اعتقاد رکھتا تھا آپ کا بھی مخلص و معتقد رہا اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۶۸۶ھ میں سلطان بلبن نے وفات پائی اس وقت اس کا لڑکا ناصرالدین محمود لکھنوتی میں تھا۔ ارکان دولت نے کسی مصلحت سے اس کے بیٹے معزالدین کیقباد کو سترہ سال کی عمر میں دادا کے تخت پر بٹھا دیا۔ وہ بھی سلطان المشائخ کا مخلص و معتقد تھا۔ اس زمانے سے تمام خلقت سلطان المشائخ کی بندگی کو سعادت دارین سمجھ کر آپ کی خدمت گذاری کرتی تھی۔ سلطان معزالدین بہت نیک صورت اور نیک سیرت نوجوان تھا چنانچہ امیر خسروؒ نے اسے قران السعدین لکھا ہے۔ لیکن چونکہ شراب خوری اور عیش و عشرت کا عادی تھا اس کی سلطنت میں خلل واقع ہو گیا اور تین سال

Marfat.com

حکومت کرنے کے بعد ۶۸۹ھ میں جلال الدین خلجی جو اس کے دربار کا ایک رکن تھا کے حکم سے بیماری کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ اراکین سلطنت نے اتفاق رائے سے سلطان جلال الدین خلجی کو کیلوگھری کے محل میں تخت نشین کیا۔ سلطان جلال الدین عبادت گذار' کریم طبع' شعر فہم اور صاحب سماع تھا اور ہمیشہ سلطان المشائخ کی خدمت میں فتوحات کثیر ارسال کیا کرتا تھا۔ وہ چھ سال اور دوسری روایت کے مطابق سات سال حکومت کرنے کے بعد اپنے بھتیجے اور داماد علاء الدین خلجی کے ہاتھوں ماہ رمضان ۶۹۵ھ میں مانک پور کے مقام پر شہید ہوا اور سلطان علاء الدین خلجیؒ اپنے چچا کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ علاء الدین بڑا مدبر اور غیور انسان تھا۔ اگرچہ ان پڑھ تھا لیکن تمام ہندوستان کے حالات سے بخوبی واقف تھا۔ چنانچہ ضیاء برنی نے تاریخ "فیروز شاہی" میں اس کے تیار کردہ ضوابط مفصل طور پر نقل کئے ہیں۔ شروع میں بعض حاسدوں نے سلطان المشائخ کے خلاف بادشاہ کے کان بھرنے شروع کئے کہ تمام امراء و وزرا ان کے مرید ہیں۔ ساری خلقت آپ کے لنگر خانے سے پرورش پا رہی ہے شاید ان کا خیال ملک گیری کا ہے۔ بادشاہ سنتا رہا اور مخفی رکھتا رہا لیکن تجسس ضرور کرتا رہا۔ آخر اسے معلوم ہو گیا کہ سلطان المشائخ کو حکومت کی بالکل خواہش نہیں ہے۔ بلکہ سخت نفرت ہے۔ یہ دیکھ کر وہ دل و جان سے مخلص و معتقد ہو گیا اور خضر خان اور شادی خان دونوں شاہزادوں کو سلطان المشائخ کا مرید کرایا اور دو لاکھ روپے پیش کئے۔ جس شعر کی سلطان المشائخ کو خواہش ہوتی ہزار کوشش سے اسے لکھوا کر پیش کرتا اور بعدۂ آپ کی مطابقت میں وہ اشعار بادشاہ خود سنتا تھا اور لطف حاصل کرتا تھا۔ ایک دن بادشاہ نے قرہ بیگ کو آپ کی خدمت میں بھیج کر عرض کرایا کہ مدت ہو چکی ہے کہ اپنے بھائی الف خان کو ایک عظیم لشکر دے کر ارنگل کی

Marfat.com

طرف روانہ کیا تھا۔ لیکن اب تک کوئی خبر نہیں آئی۔ میری خواہش ہے کہ میں خود دیوگری کی طرف جاؤں اور کچھ لشکر واپس لے آؤں۔ حضرت شیخ کا اس بارے میں کیا فرمان ہے۔ آپ نے سر نیچا کر لیا اور تھوڑی دیر مراقبہ کر کے فرمایا کہ میری دعا سلطان کو پہنچا دو اور کہو کہ انشاء اللہ کل چاشت کے وقت فتح ارنگل اور بھائی کی سلامتی کی خوشخبری مل جائے گی۔ یاد رہے کہ ارنگل اس علاقے کا نام ہے جو دیوگری کی طرف دولت آباد سے جنوب کی جانب چار یا پانچ سو کوس کے فاصلہ پر ہے۔ دوسرے دن ایک سانڈھنی سوار فتح نامہ لے کر سلطان کی خدمت میں پہنچ گیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور قرہ بیگ کو پانچ سو دینار سرخ دے کر سلطان المشائخ کی خدمت میں خانقاہ کے خرچ کے لئے ارسال کیا۔ اس روز ایک قلندر اسفند یار نام خراسان سے آیا ہوا تھا۔ جونہی اس نے دینار دیکھے درخواست کی کہ کچھ مجھے بھی عنایت کیجئے۔ سلطان المشائخ نے وہ سب کے سب اسے دے دیئے۔ ضیاء برنی نے تاریخ "فیروز شاہی" میں لکھا ہے کہ خاندان غلاماں کے عہد حکومت کے آخری دس سال عجب وقت مشاہدہ میں آیا۔ بادشاہ نے ملک کی اصلاح کی طرف خاص توجہ کی اور تمام منشی اشیاء اور فسق و فجور کے کاموں کو نہایت سختی سے بند کر دیا۔ جس سے سب گناہ کے کام بند ہو گئے۔ سلطان المشائخ نے بھی بیعت کا سلسلہ عام کر دیا تھا اور تمام گناہگار اور شہوت پرست لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے بیعت ہونے لگے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہونے لگے۔ غرضیکہ کہ ساری خلقت خوب ذوق و شوق سے عبادت الٰہی میں مشغول تھی۔ مرد عورت، غلام و نوکر، بوڑھے جوان، امیر غریب، ملوک و وزراء سب سلطان المشائخ کے فیض صحبت سے نماز و روزہ کے پابند ہو گئے۔ شہر سے لے کر غیاث پورہ تک صوفیان باصفا کے سوا کوئی نظر نہیں

Marfat.com

آتا تھا۔ مسلمان ایک دوسرے سے شرم کی وجہ سے دنیا اور دنیا کی عیش کا ذکر تک نہیں کرتے تھے اور سب طالب علموں' اشراف و اکابر حضرت شیخ کی صحبت میں رہ کر کتب سلوک کے مطالعہ میں اور احکام طریقت کے مشاہدہ میں منہمک تھے۔ کتاب قوت القلوب' احیاء العلوم' عوارف المعارف' کشف المجوب' شرح تعرّف (مصنفہ علامہ کلا آبادی) رسالہ قشیریہ' مرصاد العباد' مکتوبات عین القضاۃ' لوائح و لوامع قاضی حمیدالدین ناگوری'' فوائدالفواد یعنی ملفوظات سلطان المشائخ کے لاتعداد خریدار پیدا ہو گئے اور کتب تصوف کے سوا کسی اور کتاب کو کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ جس قدر حقائق و معارف اس وقت ظاہر ہوئے تھے شاید جنید'' اور بایزید'' کے وقت ظاہر ہوئے ہوں۔ شیخ کی خدمت میں شہر دہلی اور اطراف و جوانب سے اس قدر ہجوم ہونے لگا اور کثرت سے محافل سماع ہونے لگی کہ آج تک کسی نے نہ دیکھا نہ سنا ہو گا۔ غرضیکہ فن مشیخیت اور رشد و ارشاد آپ پر ختم ہوگیا تھا ؎

زین فن مطلب بلند نامے
کاں ختم شدہ است برنظامے

(فن مشیخیت میں شہرت کے طلبگار مت بنو کیونکہ یہ کام خواجہ نظام الدین اولیاء پر ختم ہو چکا ہے)۔

الغرض سلطان علاء الدین بن شہاب الدین خلجی نے بیس سال حکومت کر کے چھ ماہ شوال ۷۱۵ھ کو وفات پائی اس کے بعد سلطان قطب الدین سلطان علاء الدین'' ارکان سلطنت کے اتفاق رائے سے تخت پر بیٹھا اور خضر خان' شادی خان اور شہاب الدین تینوں بھائی قتل کیے گئے۔ چونکہ خضرخان وغیرہ سلطان المشائخ کے مرید تھے سلطان قطب الدین خود شیخ ضیاء الدین رومی''

Marfat.com

کا مرید ہو گیا' سلطان المشائخؒ سے عناد رکھنے لگا۔ اس نے بسا اوقات اس بادشاہ معنوی کو آزار پہنچانے کی کوشش کی' پہلے اس نے چند ایسی باتیں نکالیں کہ جن سے سلطان المشائخؒ کو متہم قرار دے سکے لیکن اس کی کوئی چال کارگر نہ ہوئی۔ اس کے بعد اس نے شہر کے سب علماء کو جمع کر کے حکم دیا کہ شہر کے سب مشائخ کو مطلع کر دیا جائے کہ ہر چاند رات کو میری خدمت میں حاضر ہوں۔ شیخ نظام الدین کو مطلع کر دو کہ اس حکم کی تعمیل کرے اگر یہ حکم قبول نہ کرے تو مجھے اطلاع دو تاکہ جس طرح طلب کر سکتا ہوں طلب کروں بلکہ اس نے چند ایسی باتیں کہیں جو ناگفتہ بہ تھیں۔ بادشاہ سے یہ حکم حاصل کر کے سید قطب الدین غزنوی' عماد الدین طوسیؒ' مولانا برہان الدین یزدیؒ' اور دوسرے علماء نے سلطان المشائخؒ کی خدمت میں آکر واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ چونکہ بادشاہ نوجوان آدمی اور ناعاقبت اندیش ہے اور حضرت شیخ دانشمند ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ آپ بادشاہ کا حکم قبول فرمائیں۔ سلطان المشائخؒ نے ذرا تامل کر کے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ دیکھو کیا ظہور پذیر ہوتا ہے۔ انہوں نے بادشاہ کی خدمت میں جا کر کہا کہ ہم شیخ کو راضی کر آئے ہیں آپ کے پاس آئیں گے یہ واقعہ ستائیس ماہ شوال کو رونما ہوا۔ دوسرے دن عزالدین علی شاہ امیر خسرو کے بڑے بھائی نے جو سلطان المشائخؒ کے محبوب ترین مرید تھے آکر کہا کہ بادشاہ چاند رات کا منتظر ہے۔ حضور تشریف لے جائیں آپ نے فرمایا میں ہرگز نہیں جاؤں گا انہوں نے بہت سمجھایا کہ بادشاہ ظالم ہے معلوم نہیں کیا کر بیٹھے گا۔ سلطان المشائخؒ نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مجھے عالم واقعہ میں دکھایا گیا ہے کہ میں بالاخانہ پر بیٹھا ہوا ہوں کہ ایک سینگ دار گائے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں نے اس کے سینگ پکڑ کر اسے زمین پر گرا دیا ہے' جس سے وہ مر گئی ہے

Marfat.com

انشاء اللہ بادشاہ مجھ پر کامیاب نہ ہو گا۔ ایسا واقع ہوا کہ اتیسویں (۲۹) شب یا مذکور کو بادشاہ ایک ہزار ستون والے محل کی چھت پر سویا ہوا تھا کہ خسرو خان نے جو اس کا نمک پروردہ تھا اسے قتل کر دیا۔ عین اسی وقت سلطان المشائخ اپنی خانقاہ میں گشت کر رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے ۔

اے رو بہک چرا نہ نشستی بجائے خویش
باشیر پنجہ کردی ودیدی سزائے خویش

(اے حقیر لومڑی تو اپنے مقام پر کیوں نہ رہی۔ تو نے شیر کے ساتھ زور آزمائی کی اور اپنا حشر دیکھ لیا۔ روباہ کے معانی لومڑی ہیں اور روبہک اسم تصغیر ہے۔ یعنی اے حقیر لومڑی۔ سبحان اللہ ! شہنشاہ وقت کو لومڑی بلکہ حقیر سی لومڑی کہہ کر پکار رہے ہیں' کیا شان ہے)۔

اس نے چار سال اور چار مہینے حکومت کی اور ۷۲۰ھ کو خسرو خان کے ہاتھوں مارا گیا۔ خسرو نے بادشاہ کی بیوہ سے شادی کر لی اور دہلی کے تخت پر قابض ہو گیا۔ اس نے خزانے کے دروازے کھول دیئے اور لوگوں کی پرورش شروع کر دی۔ جس سے لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگے۔ اس نے کافی رقم درویشوں کے لئے بھی وقف کی۔ چنانچہ اس نے پانچ لاکھ روپے سلطان مشائخ کی خدمت میں ارسال کئے۔ دوسرے درویشوں نے روپیہ جمع کر لیا لیکن سلطان مشائخ نے سب کچھ فقراء میں تقسیم کر دیا۔ چار ماہ کے بعد غیاث الدین تغلق نے جو سلطان قطب الدین کی طرف سے ملتان کا حاکم تھا لشکر کشی کی اور خسرو خان بھاگ نکلا۔ چونکہ سلطان علاء الدین کی نسل کا کوئی آدمی موجود نہ تھا سب اراکین سلطنت نے سلطان غیاث الدین تغلق کو دہلی کے تخت پر بٹھایا۔ دوسرے دن اس نے خزانے کا معائنہ کیا اور خسرو خان

Marfat.com

نے جس کسی کو رقم دی تھی سلطان نے واپس طلب کی۔ درویشوں سے بھی رقم واپس طلب کی گئی۔ جب سلطان المشائخؒ سے رقم کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا بیت المال کی رقم تھی ہم نے درویشوں میں تقسیم کر دی ہے۔ ان الفاظ سے بادشاہ رنجیدہ ہوا۔ اور آپ کی ایذارسانی کے بہانے تلاش کرنے لگا۔ بعض مخالف علماء نے بادشاہ کو بھڑکایا کہ مذہب امام ابو حنیفہؒ میں سماع حرام ہے اور شیخ کا اس کے سوا کوئی کام نہیں ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں محضر قائم کیا گیا اور تمام علماء کو بلایا گیا۔ حضرت شیخ نے حدیث نبویؐ کا حوالہ دیا۔ لیکن علماء نے کہا کہ آپ مجتہد نہیں ہیں اس لئے احادیث کا حوالہ نہیں دے سکتے۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول پیش کریں۔ سلطان المشائخؒ نے غیرت میں آکر فرمایا اور آپ کے الفاظ گویا قضا الٰہی تھی فرمایا سبحان اللہ میں حدیث بیان کرتا ہوں اور یہ لوگ ابوحنیفہؒ کا قول طلب کرتے ہیں۔ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسے قاضی قضا سے برطرف نہ ہو جائیں اور عجب نہیں کہ اس شہر پر وبا نازل ہو اور عجب نہیں کہ قحط پڑ جائے اور عجب نہیں کہ شہر کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔ آخر جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا ظاہر ہوا۔ بہرحال اس وقت شیخ نے علمی دلائل سے علماء کو ساکت کیا۔ اس بارے میں کافی گفت و شنید ہوئی۔ جس کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔ اس وقت شیخ علم الدین علاء، شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے ملتان سے تشریف لائے۔ سلطان استقبال کے لئے باہر گیا لیکن شیخ علم الدینؒ نے پہلے سلطان المشائخ سے ملاقات کی اس کے بعد بادشاہ سے ملے انہوں نے حالات معلوم کر کے بادشاہ سے کہا سلطان المشائخؒ سماع کے اہل ہین ان سے گستاخی ناروا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ شرمندہ تو ہوا لیکن اس کے دل سے منافقت نہ نکلی۔ چنانچہ اس وقت تو بادشاہ نے سلطان المشائخؒ کو اعزاز کے ساتھ رخصت کیا

Marfat.com

اور خود لکھنوتی کی طرف کسی ضروری کام سے چلا گیا لیکن تاریخ نظامی میں لکھا ہے کہ واپسی پر اس نے کہا کہ جب دہلی پہنچوں گا تو شیخ کو شہربدر کردوں گا۔ جب لوگوں نے سلطان المشائخ تک یہ بات پہنچائی تو آپ نے فرمایا "ہنوز دہلی دور است" (ابھی دہلی دور ہے)۔ یہ محاورہ آج تک زبان زد خاص و عام ہے) جب دہلی سے دو تین کوس یعنی تغلق آباد میں پہنچا تو وہاں اس نیت سے ٹھہر گیا کہ وہاں شیخ کو طلب کروں گا۔ لیکن اسی رات اس پر بلائے ناگہانی آئی اور اپنے محل کے اندر اپنے دوستوں سمیت قتل کردیا گیا۔ اس نے چار سال حکومت کی اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمد تخت پر بیٹھا وہ سلطان المشائخ کا مخلص اور معتقد تھا لیکن اس کی حکومت کے پہلے سال سلطان المشائخ قدس سرہٗ کا وصال ہوگیا اور بادشاہ نے آپ کے مزار پر ایک عالی شان گنبد تیار کرایا۔ سلطان محمد اور دیگر سلاطین کے حالات میر سید محمد مکیؒ جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے خلیفہ تھے کے بیان میں لکھے جائیں گے۔

سلطان المشائخ نے اپنی وفات سے تین چار ماہ قبل دس آدمیوں کو خلافت عطا فرمائی اور خلافت نامہ لکھ کر عنایت کیا اور میر سید حسین کرمانیؒ کو جو کتاب "سیرالاولیاء" کے مصنف تھے حکم دیا کہ تمام خلفاء کے خلافت ناموں پر اپنے دستخط کیا کریں۔ جس طرح حضرت گنج شکرؒ نے شیخ جمال الدین ہانسویؒ کو اوروں کے خلافت ناموں پر مہر لگانے کا حکم فرمایا تھا۔ سلطان المشائخ نے تمام خلفاء میں سے شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا یہ فرماتے ہوئے کہ دہلی کی غم خواری کم کرنا۔ آپ کے دوسرے خلفاء کا ذکر طبقہ ہشتم میں لکھا جائے گا صاحب "سیرالعارفین" لکھتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ کی عمر چرانوے (۹۴) سال اور آٹھ ماہ ہوئی تو آپ بیمار ہو گئے اور چند ماہ بیمار رہے۔ لیکن سید محمد کرمانی نے "سیرالاولیاء" میں یہ تصحیح

Marfat.com

کی ہے کہ آپ کی بیماری چالیس دن سے زیادہ نہ تھی اور وہ بھی ذات مطلق کے مشاہدہ میں تحیر تھا۔ بیماری کی ابتدا یوں ہوئی کہ جمعہ کے دن آپ پر حال طاری ہوا اور تجلیٰ ذات کے مشاہدہ سے آپ کا سینہ روشن ہو گیا۔ اثنائے نماز میں حق تعالیٰ کو سجدے کرتے ہوئے عالم تحیر میں گھر تشریف لائے اور گریہ جو پہلے بھی تھا آپ پر غالب آگیا۔ آپ ہر روز کئی بار غیب ہو جاتے تھے اور کئی بار ظاہر ہو جاتے تھے۔ آپ ہر بار یہی سوال کرتے کہ آج جمعہ ہے؟ اور میں نے نماز پڑھی ہے؟ لوگ عرض کرتے تھے کہ جی ہاں آپ نے نماز پڑھی ہے لیکن آپ فرماتے تھے کہ اچھا ایک بار پھر پڑھ لیتا ہوں۔ اسی طرح ہر نماز دوبارہ پڑھتے تھے اور یہ مصرعہ پڑھتے جاتے تھے ۔

"مے رویم مے رویم و مے رویم"

(ہم جا رہے' ہم جا رہے' ہم جا رہے)

اسی حالت میں آپ نے اپنے تمام عزیز و اقارب' خدمت گزاروں اور مریدوں کو طلب فرمایا اور خواجہ اقبال خادم سے فرمایا کہ جو کچھ گھر میں ہے سب لوگوں میں تقسیم کر دو اور ایک پیسہ بھی باقی نہ رکھو۔ سید حسین نے آکر عرض کیا کہ سب کچھ تقسیم کر دیا گیا ہے لیکن چند ہزار من غلہ وظیفہ خوار فقراء کے لئے رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اس مردہ ریت کو کس لئے رکھا ہے اس کے بعد انہوں نے غلہ کے گوادم کی دیواروں میں شگاف کر دیئے اور سارا غلہ لٹا کر جھاڑو دے دیا۔ اس کے بعد سب متعلقین نے آکر عرض کیا کہ آنحضرت کے بعد مجھ مسکین کا کیا حال ہو گا۔ آپ نے فرمایا تم کو میرے روضہ سے اس قدر مل جایا کرے گا کہ مکتفی ہو جائے۔ الغرض چالیس دن کے عرصہ میں آپ نے کچھ نہ کھایا اور نہ زیادہ بات کی۔ چالیسویں روز

Marfat.com

طلوع آفتاب کے بعد بدھ کے دن اٹھارہ ماہ ربیع الاول ۷۲۵ھ آپ نے جان مشاہدہ حق میں تسلیم کر دی اور دہلی میں دفن کیے گئے۔ کسی نے آپ کی تاریخ وصال یوں نکالی ہے۔

نظام دو گیتی شہ ماو دین
سراج دو عالم شدہ بالیقین

چو تاریخ فوتش بجستم زغیب
ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵

دونوں جہانوں کے نظام ہمارے اور دین کے بادشاہ' بالیقین دونوں جہانوں کے چراغ جب میں نے آپ کی تاریخ وفات کی جستجو کی تو ہاتف نے آواز دی کہ "شہنشاہ دین ہے"۔

صاحب کتاب "سیر الاولیاء" لکھتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ کو قبر میں رکھا گیا تو آپ نے جو خرقہ خواجہ گنج شکرؒ سے حاصل کیا تھا آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسم مبارک پر ڈالا گیا اور حضرت گنج شکرؒ کا مصلیٰ آپ کے سر کے نیچے رکھا گیا۔ یہ بات بزرگان دین میں جائز ہے اور اکثر مشائخ کبار کا یہی دستور رہا ہے کہ اپنے پیر کا عطا کردہ خرقہ یا فرزند صالح کے حوالہ کر گئے یا اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ چنانچہ کتاب مذکور میں اس کا مفصل ذکر ہے آپ کی نماز جنازہ کی امامت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے حضرت رکن الدینؒ نے کی۔ نماز کے بعد انہوں نے فرمایا کہ مجھے اب معلوم ہوا کہ چار سال تک مجھے اسی کام کے لئے دہلی میں رکھا گیا تاکہ سلطان المشائخ کے جنازہ کی امامت کا شرف حاصل کر سکوں۔ سلطان المشائخ اور شیخ رکن الدینؒ کے درمیان بے حد محبت تھی۔ چنانچہ "سیر الاولیاء" میں

Marfat.com

اس کا مفصل ذکر آیا ہے سلطان المشائخؒ ان بزرگوں میں سے ہیں۔ جو اپنی قبر میں بیٹھے تصرف کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کا روضہ مبارک خلقت کا قبلہ حاجات ہے' یہ درہ بے مقدر کاتب حروف فقیر عبدالرحمٰن چشتی ۱۰۵۲ھ میں اس کونین کے بادشاہ کے آستانہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور آپ کے فیض روحانیت سے اس قدر نعمتیں حاصل کیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ سبحان اللہ آج تک آپ کے تصرفات ترقی پر ہیں اور تاقیام قیامت اسی طرح رہیں گے۔ باوجودیکہ کئی ہزار اولیاء اللہ دہلی میں آرام فرما ہیں لیکن عالم معنوی میں نظر کی جاتی ہے تو ولایت کے دو خیموں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک خواجہ قطب الاسلامؒ کا مزار مقدس اور دوسرے سلطان المشائخؒ کا مزار متبرک۔ سلطان المشائخؒ کے مزار کے مجاوروں کا عجب پسندیدہ طریق دیکھا گیا ہے کہ سب کے سب نہایت اخلاص و محبت' نیکی اور عبادت کے زیور سے مزین ہیں۔ روضہ متبرکہ کی خدمت کے لئے انہوں نے چار گروہ مقرر کئے ہیں۔ ایک حضرت شیخ بدر الدین اسحاقؒ کے فرزندان' خواجہ محمد اور خواجہ موسیٰ کی اولاد سے دوسرا خواجہ رفیع الدین ہارونؒ اور خواجہ تقی الدین نوحؒ خواہر زادگان سلطان المشائخؒ کی اولاد' تیسرا خواجہ ابوبکر مصلیٰ دار سلطان المشائخ جو آنحضرت سے رشتہ بھی رکھتے تھے کی اولاد' چوتھا خواجہ بشیر کی اولاد جو آپ کے خادم خاص اور محرم راز تھے۔ چنانچہ ان چاروں گروہوں کے حالات "سیرالاولیاء" میں مفصل درج ہیں اور خواجہ قطب الاسلامؒ اور سلطان المشائخؒ کے مزارات کے متولی کافی عرصہ سے حضرت گنج شکرؒ کی اولاد میں سے ہیں' جو دہلی میں سکونت اختیار کر چکے ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

Marfat.com

غزل

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو
چوں نہ گویم چوں مرا دِلدار می گوید بگو
آنچہ نتواں گفت اندر صومعہ با زاہداں
بے تحاشا بر سرِ بازار می گوید بگو۔
بندۂ قدوس گنگوہی خدارا خود شناس
ایں ندا از غیب با اصرار می گوید بگو

Marfat.com

آتش رخسار گل خرمن بلبل بسوخت
چهره خندان شمع آفت پروانہ شد
پنجہ زد عشقت لباس پارسائی پارہ شد
طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد

Marfat.com

از صد سخن پیرم یک نکتہ مرا یاد است

عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد است

Marfat.com

ہماری دیگر تصانیف

پتہ

سرِ دلبراں (مصنف) قطب زماں حضرت مولانا سید محمد ذوقی شاہؒ — محفل ذوقیہ، ۶/۹ سی سیکٹر الے ۴ ناظم آباد کراچی ۳۱

تربیۃ العشاق ملفوظات 〃 〃 〃 〃 — نزد سخی حسن قبرستان 〃 〃 〃

برزخ (مصنف) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

مضامین ذوقی (اردو) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

مضامین ذوقی (انگلش) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

بادہ و ساغر (روحانی ناول) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

اسلامک سپر یچوالزم (انگلش) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

نیو سرچلائٹ آن ویدک اریئنز 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

حقیقتِ تصوف (اردو) 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

اِز اسپیکٹس آف فیتھ (مصنف) حضرت شاہ شہید اللہ فریدیؒ 〃 〃 〃 〃

ایوری ڈے پریکٹس اِن اسلام 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

مارل میسج آف گاڈ اینڈ ہز پرافٹ (مجموعہ احادیث) 〃 〃 〃 〃

مقام گنجشکرؒ (مصنف) مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال ربانی 〃

مراۃ الاسرار (تصوف کی ایک ہزار سالہ تاریخ) (مصنف) شیخ عبدالرحمٰن چشتیؒ

اقتباس الانوار (تاریخ صوفیا چشتیہ صابریہ) (مصنف) حضرت محمد اکرم قدوسیؒ

عظمتِ اہل بیت رسولؐ 〃 〃 〃

مقابیس المجالس (ملفوظات) حضرت خواجہ غلام فریدؒ

تذکرہ حضرت خواجہ خدا بخش خیرپوریؒ 〃 〃

تلقین لدنی (اردو ترجمہ) مصنف حضرت شیخ محکم الدین سیرانیؒ — اردو اکیڈمی معرفت شہاب دہلوی صاحب

شرح کشف المحجوب 〃 〃 〃 — فیروز سنز مال روڈ لاہور

روحانیتِ اسلام (اردو) 〃 〃 〃 〃 〃 〃

مشاہدۂ حق 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

شرح لوائح جامیؒ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

مسئلہ وحدت الوجود و وحدت الشہود 〃 〃 〃 〃 〃 〃

جوامع الکلم (اردو ترجمہ) مصنف حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ

محمد حاجی - ایس - وی ۲۲۱ - ۱

سعود آباد ملیر کالونی کراچی پوسٹ کوڈ ۷۵۰۸۰

ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور

Marfat.com

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور